رجسٹرڈ ایل نمبر

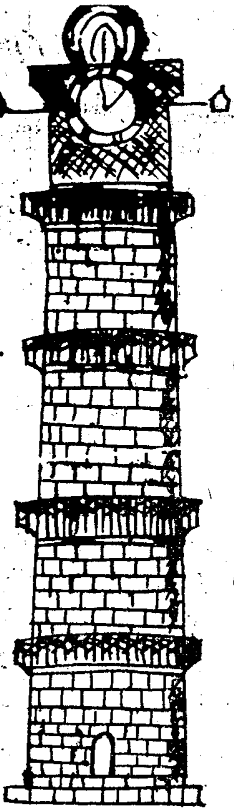
ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

انہ اٰوی القریۃ

الحکم

دارالامان حضرۃ قادیان

چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی



منارة المسیح الموعود علیہ السلام

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۳۷ — ۱۴ رجب سنہ ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۷ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء روز مبارک جمعہ — جلد ۶

ایک عمدہ موقع

سردار شیخ فضل حق صاحب رئیس وصدر کوٹ بگہ کے نام سے ہمارے ناظرین عموماً واقف ہیں۔ سردار صاحب ایک مشہور خاندان کے رئیس ابن رئیس اور امیر ابن امیر ہیں مسلمان ہونیکی وجہ سے ان کے رشتہ داروں کے (جو سکھ ہیں) تعلقات قطع ہو چکے ہیں اب وہ کسی شریف خاندان میں شادی کرنا چاہتے ہیں سردار صاحب کے خاندانی حالات معلوم کرنے کیلیے اُس شجرہ اور حالات کو دیکھنا کافی ہوگا جو انحضور نے اپنے رسالہ فضل حق کے آخر میں دیا ہے سردار صاحب ایک وجیہہ خوبصورت نیک مزاج خوش خلق دیندار متقی صالح اور نوجوان ہیں اور پوری صحت تندرستی رکھتے ہیں جنہوں نے اسلام کی خاطر اپنے بہت زیادہ مفاد حتی کہ پیاری بیوی کو بھی جو انہیں بہت ہی

عزیز تھی قربان کردیا۔ جو صاحب اس قسم کا تعلق سردار صاحب موصوف سے کرنا چاہیں وہ اُن سے براہ راست یا مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سے بمقام قادیان خط و کتابت کریں۔ لڑکی خوبصورت سیرۃ وصورۃ اور حسن و جمال اور تربیت میں عمدہ اور پسندیدہ ہونی چاہیے۔

مکرر یہ کہ سردار صاحب کے خاندانی حالات تاریخ رئیسان پنجاب میں سر لیپل گریفن صاحب نے مفصل لکھے ہیں سردار صاحب اسوقت اپنی ذاتی آمدنی بلا شرکت غیرے سو روپے ماہوار سے زیادہ رکھتے ہیں اور ہر طرح سے ذاتی قابلیت اور علمی لیاقت کی وجہ سے مشہور و معروف ہیں چنانچہ آپ کے رسالہ فضل حق سے تمام حقیقت اور قابلیت معلوم ہو سکتی ہے اور جو کسی صاحب کو زیادہ حالات دریافت کرنے ہوں

تو خط و کتابت سے معلوم ہو سکتے ہیں والسلام

بقیہ مضمون

کشتی نوح

تقویۃ الایمان

یقین دُکھ اُٹھانے کی قوت دیتا ہے یہاں تک کہ ایک بادشاہ کو تخت سے اُتارتا ہے اور فقیری جامہ پہناتا ہے۔ یقین ہر دُکھ کو سہل کر دیتا ہے یقین خدا کو دکھاتا ہے ہر ایک کفارہ جھوٹا ہے اور ہر ایک فدیہ باطل ہے اور ہر ایک پاکیزگی یقین کی راہ سے آتی ہے وہ چیز جو گناہ سے چھڑاتی ہے اور خدا تک پہنچاتی اور فرشتوں سے بھی صدق و ثبات میں آگے بڑھا دیتی ہے وہ یقین ہے ہر ایک مذہب جو یقین کا سامان

پیش نہیں کرتا وہ جھوٹا ہے ہر ایک مذہب جو یقینی وسائل سے خدا کو دکھا نہیں سکتا وہ جھوٹا ہے ہر ایک مذہب جسمیں بجز پرانے قصوں کے اور کچھ نہیں وہ جھوٹا ہے خدا جیسے پہلے تھا وہ اب بھی ہے اور اُس کی قدرتیں جیسی پہلے تھیں وہ اب بھی ہیں اور اُسکا نشان دکھلانے پر جیسا کہ پہلے اقتدار تھا وہ اب بھی ہے پھر تم کیوں صرف قصوں پر راضی ہوتے ہو وہ مذہب ہلاک شدہ ہے جس کے معجزات صرف قصے ہیں جس کی پیشگوئیاں صرف قصے ہیں اور وہ جماعت ہلاک شدہ ہے جس پر خدا نازل نہیں ہوا اور جو یقین کے ذریعہ سے خدا کے ہاتھ سے پاک نہیں ہوئی جسطرح انسان نفسانی لذات کا سامان دیکھکر اُنکیطرف کھینچا جاتا ہے اسی طرح انسان جب روحانی لذات یقین کے ذریعہ سے حاصل کرتا ہے تو وہ خدا کی طرف کھینچا جاتا ہے اور اُس کا حُسن اسکو ایسا مست کر دیتا ہے کہ دوسری تمام چیزیں اسکو سراسر ردّی دکھائی دیتی ہیں اور انسان اُسی وقت گناہ سے مخلصی پاتا ہے جبکہ وہ خدا اور اس کے جبروت اور جزا و سزا پر یقینی طور پر اطلاع پاتا ہے ہر ایک بیباکی کی جڑ بیخبری ہے جو شخص خدا کی یقینی معرفت سے کوئی حصہ لیتا ہے وہ بیباک نہیں رہ سکتا۔ اگر گھر کا مالک جانتا ہے کہ ایک پر زور سیلاب نے اسکے گھر کیطرف رُخ کیا ہے اور یا اس کے گھر کے اردگرد آگ لگ چکی ہے اور ایک ذرہ سی جگہ باقی ہے تو وہ اُس گھر میں ٹھہر نہیں سکتا۔ تو پھر تم خدا کی جزا سزا کے یقین کا دعوی کر کے کیونکر اپنی خطرناک حالتوں پر ٹھہر رہے ہو سو تم آنکھیں کھولو اور خدا کے اُس قانون کو دیکھو جو تمام دُنیا میں پایا جاتا ہے چوہے مت بنو جو نیچے کیطرف جاتے ہیں بلکہ بلند پرواز کبوتر بنو جو آسمان کے فضا کو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ تم توبہ کی بیعت کر کے پھر گناہ پر قائم نہ رہو اور سانپ کیطرح مت بنو جو کھال (کینچلی) اُتار کر پھر بھی سانپ ہی رہتا ہے موت کو یاد رکھو کہ وہ تمھارے نزدیک آتی جاتی ہے اور تم اُس سے بیخبر ہو۔ کوشش کرو کہ پاک ہو جاؤ کہ انسان پاک کو تب پاتا ہے کہ خود پاک ہو جاوے مگر تم اس نعمت کو کیونکر پاسکو اسکا جواب خود خدا نے دیا ہے جہاں قرآن میں فرماتا ہے وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ یعنی نماز اور صبر کے ساتھ خدا سے مدد چاہو **نماز کیا چیز ہے** وہ دعا ہے جو تسبیح تحمید تقدیس اور استغفار اور درود کے ساتھ تضرع سے مانگی جاتی ہے سو جب تم نماز پڑھو تو بیخبر لوگوں کیطرح اپنی دعاؤں میں صرف عربی الفاظ کے پابند نہ رہو کیونکہ ان کی نماز اور انکا استغفار سب رسمیں ہیں جن کے ساتھ کوئی حقیقت نہیں لیکن تم جب نماز پڑھو تو بجز قرآن کے جو خدا کا کلام ہے اور بجز بعض ادعیہ ماثورہ کے کہ وہ رسول کا کلام ہے باقی تمام اپنی عام دعاؤں میں اپنی زبان میں ہی الفاظ متضرعانہ ادا کر لیا کرو تا ایسا ہو کہ تمھارے دلوں پر اُس عجز و نیاز کا کچھ اثر ہو۔ **پنجگانہ نمازیں کیا چیز ہیں** وہ تمھارے مختلف حالات کا فوٹو ہے تمھاری زندگی کے لازم حال پانچ تغیر ہیں جو بلا کے وقت تمپر وارد ہوتے ہیں اور تمھاری فطرت کے لیے اُن کا وارد ہونا ضروری ہے۔ (۱) **پہلے** جبکہ تم مطلع کیے جاتے ہو کہ تمپر ایک بلا آنیوالی ہے مثلاً جیسے تمھارے نام عدالت سے ایک وارنٹ جاری ہوا یہ پہلی حالت ہے جس نے تمھاری تسلی اور خوشحالی میں خلل ڈالا سو یہ حالت زوال کے وقت سے مشابہ ہے کیونکہ اس سے تمھاری خوشحالی میں زوال آنا شروع ہوا اس کے مقابل پر نماز ظہر متعین ہوئی جسکا وقت زوال آفتاب سے شروع ہوتا ہے۔

۲۔ **دوسرا تغیر** اُسوقت تمپر آتا ہے جبکہ تم بلا کے محل سے بہت نزدیک کیے جاتے ہو مثلاً جبکہ تم بذریعہ وارنٹ گرفتار ہو کر حاکم کے سامنے پیش ہوتے ہو یہ وہ وقت ہے کہ جب تمھارا خوف سے خون خشک ہو جاتا ہے اور تسلی کا نور تم سے رخصت ہونیکو ہوتا ہے سو یہ حالت تمھاری اُس وقت سے مشابہ ہے جبکہ آفتاب سے نور کم ہو جاتا ہے اور نظر اُسپر جم سکتی ہے اور صریح نظر آتا ہے کہ اب اسکا غروب نزدیک ہے۔ اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز عصر مقرر ہوئی۔

۳۔ **تیسرا تغیر** تم پر اُسوقت آتا ہے جو اس بلا سے رہائی پانے کی بکلی امید منقطع ہو جاتی ہے مثلاً جیسے تمھارے نام فرد قرارداد جرم لکھی جاتی ہے اور مخالفانہ گواہ تمھاری ہلاکت کے لیے گذر جاتے ہیں یہ وہ وقت ہے کہ جب تمھارے حواس خطا ہو جاتے ہیں اور تم اپنے تئیں ایک قیدی سمجھنے لگتے ہو۔ سو یہ وقت اُسوقت سے مشابہ ہے جبکہ آفتاب غروب ہو جاتا ہے اور تمام اُمیدیں دن کی روشنی کی ختم ہو جاتی ہیں اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز مغرب مقرر ہے۔

۴۔ **چوتھا تغیر** اُسوقت تمپر آتا ہے کہ جب بلا تمپر وارد ہی ہو جاتی ہے اور اسکی سخت تاریکی تمپر احاطہ کر لیتی ہے مثلاً جب کہ فرد قرارداد جرم اور شہادتوں کے بعد حکم سزا تمکو سنایا جاتا ہے اور قید کے لیے ایک پولس مین کے تم حوالہ کیے جاتے ہو سو یہ حالت اُسوقت سے مشابہ ہے جبکہ رات پڑ جاتی ہے اور ایک سخت اندھیرا پڑ جاتا ہے اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز عشا مقرر ہے

۵۔ **پانچواں تغیر** پھر جبکہ تم ایک مدت تک اس مصیبت کی تاریکی میں بسر کرتے ہو تو پھر آخر خدا کا رحم تمپر جوش مارتا ہے اور تمھیں اُس تاریکی سے نجات دیتا ہے مثلاً جیسے تاریکی کے بعد پھر صبح نکلتی ہے اور پھر وہی روشنی دن کی اپنی چمک کے ساتھ ظاہر ہو جاتی ہے سو اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز فجر مقرر ہے اور خدا نے تمھارے فطرتی تغیرات میں پانچ حالتیں دیکھکر پانچ نمازیں تمھارے لیے مقرر کیں اس

تم سمجھ سکتے ہو کہ یہ نمازیں خاص تمہارے نفس کے فائدہ کے لیے ہیں پس اگر تم چاہتے ہو کہ ان بلاؤں سے بچے رہو تو تم پنجگانہ نماز کو ترک نہ کرو کہ وہ تمہاری اندرونی اور روحانی تغیرات کا ظل ہیں۔ نماز میں آنیوالی بلاؤں کا علاج ہے تم نہیں جانتے کہ نیا دن چڑھنے والا کس قسم کے قضاء و قدر تمہارے لیے لائے گا پس قبل اس کے جو دن چڑھے تم اپنے مولیٰ کی جناب میں تضرع کرو کہ تمہارے لیے خیر و برکت کا دن چڑھے۔

اے امیرو اور **بادشاہو!** اور دولتمندو!! آپ لوگوں میں ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں جو خدا سے ڈرتے اور اسکی تمام راہوں میں راست باز ہیں اکثر ایسے ہیں کہ دنیا کے ملک اور دنیا کی املاک سے دل لگاتے ہیں اور پھر اسی میں عمر بسر کر لیتے ہیں اور موت کو یاد نہیں رکھتے۔ ہر ایک امیر جو نماز نہیں پڑھتا اور خدا سے لاپرواہ ہے اُس کے تمام نوکروں چاکروں کا گناہ اُس کی گردن پر ہے۔ ہر ایک امیر جو شراب پیتا ہے اُس کی گردن پر ان لوگوں کا بھی گناہ ہے جو اُس کے ماتحت ہو کر شراب میں شریک ہیں۔ اے عقلمندو یہ دنیا ہمیشہ کی جگہ نہیں تم سنبھل جاؤ۔ تم ہر ایک بے اعتدالی کو چھوڑ دو ہر ایک نشہ کی چیز کو ترک کرو انسان کو تباہ کرنیوالی صرف شراب ہی نہیں بلکہ افیون۔ گانجا۔ چرس بھنگ۔ تاڑی اور ہر ایک نشہ جو ہمیشہ کے لیے عادت کر لیا جاتا ہے وہ دماغ کو خراب کرتا اور آخر کار ہلاک کرتا ہے سو تم اس سے بچو۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ تم کیوں ان چیزوں کو استعمال کرتے ہو جنکی شامت سے ہر ایک سال ہزار ہا تمہارے جیسے نشہ کے عادی اس دنیا سے کوچ کرتے جاتے ہیں* اور آخرت کا عذاب الگ ہے۔ پرہیزگار انسان بن جاؤ تا تمہاری عمریں زیادہ ہوں اور تم خدا سے برکت پاؤ۔ حد سے زیادہ عیاشی میں بسر کرنا لعنتی زندگی ہے۔ حد سے زیادہ بدخلق اور بےمہر ہونا لعنتی زندگی ہے حد سے زیادہ خدا یا اُس کے بندوں کی ہمدردی سے لاپرواہ ہونا لعنتی زندگی ہے۔ ہر ایک امیر خدا کے حقوق اور انسانوں کے حقوق سے ایسا ہی پوچھا جائے گا جیسا کہ ایک فقیر بلکہ اس سے زیادہ۔ پس کیا بدقسمت وہ شخص ہے جو اس مختصر زندگی پر بھروسا کر کے بکلی خدا سے منہ پھیر لیتا ہے اور خدا کے حرام کو ایسی بیباکی سے استعمال کرتا ہے کہ گویا وہ حرام اُس کے لیے حلال ہے غصہ کی حالت میں دیوانوں کی طرح کسی کو گالی کسی کو زخمی اور کسی کو قتل کرنے کے لیے طیار ہو جاتا ہے اور شہوات کے جوش میں بےحیائی کے طریقوں کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے سو وہ سچی خوشحالی کو نہیں پائیگا یہانتک کہ مرے گا۔ اے عزیزو تم تھوڑے دنوں کے لیے دنیا میں آئے ہو اور وہ بھی بہت کچھ گذر چکے سو اپنے مولیٰ کو ناراض مت کرو ایک انسانی گورنمنٹ جو تم سے زبردست ہو اگر تم سے ناراض ہو تو وہ تمھیں تباہ کر سکتی ہے پس تم سوچ لو کہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے کیونکر تم بچ سکتے ہو اگر تم خدا کی آنکھوں کے آگے متقی ٹھہر جاؤ تو تمھیں کوئی بھی تباہ نہیں کر سکتا اور وہ خود تمہاری حفاظت کریگا اور دشمن جو تمہاری جان کے درپے ہے تم پر قابو نہیں پائے گا ورنہ تمہاری جان کا کوئی حافظ نہیں اور تم دشمنوں سے ڈر کر یا اور آفات میں مبتلا ہو کر بیقراری سے زندگی بسر کروگے اور تمہاری عمر کے آخری دن بڑے غم اور غصہ کے ساتھ گذریں گے خدا ان لوگوں کی پناہ ہو جاتا ہے جو اُس کے ساتھ ہو جاتے ہیں سو خدا کی طرف آ جاؤ اور ہر ایک مخالفت اُسکی چھوڑ دو اور اُس کے فرائض میں سستی نہ کرو اور اُس کے بندوں پر زبان سے یا ہاتھ سے ظلم مت کرو اور آسمانی قہر اور غضب سے ڈرتے رہو کہ یہی راہ نجات کی ہے۔

اے **علماء اسلام** میری تکذیب میں جلدی مت کرو کہ بہت اسرار ایسے ہوتے ہیں کہ انسان جلدی سے سمجھ نہیں سکتا۔ بات کو سُنکر اُسی وقت رد کرنے کے لیے طیار مت ہو جاؤ کہ یہ تقوے کا طریق نہیں ہے اگر تم میں بعض غلطیاں نہ ہوتیں اور اگر تم نے بعض احادیث کے اُلٹے معنے نہ سمجھے ہوتے تو مسیح موعود کا جو حکم ہے آنا ہی لغو تھا تم سے پہلے یہ عبرت کی جگہ موجود ہے کہ جس بات پر تم نے زور مارا ہے اور جس جگہ

* **نوٹ** یورپ کے لوگوں کو جسقدر شراب نے نقصان پہونچایا ہے اسکا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے مگر اے مسلمانو! تمہارے نبی علیہ السلام تو ہر ایک نشہ سے پاک اور معصوم تھے جیسا کہ وہ فی الحقیقت معصوم ہیں سو تم مسلمان کہلا کر کس کی پیروی کرتے ہو قرآن انجیل کی طرح شراب کو حلال نہیں ٹھہراتا پھر تم کس دستاویز سے شراب کو حلال ٹھہراتے ہو کیا مرنا نہیں ہے۔ منہ

حاشیہ متعلق صفحہ ۲ سطر ۱۔

جو شخص بنی نوع پر قوت غضبی کو بڑھاتا ہے وہ غضب سے ہی ہلاک کیا جاتا ہے اسلیے خدا نے سورہ فاتحہ میں یہودکا نام معضوب علیہم رکھا یہ اسبات کی طرف اشارہ ہے کہ قیامت کو ہر ایک مجرم خدا کے غضب کا مزہ چکھے گا مگر جو ناحق دنیا میں غضب کرتا ہے وہ دنیا میں ہی الٰہی غضب کا مزہ چکھ لیتا ہے نصاریٰ چونکہ یہودیوں کی نسبت دنیا میں غضب میں حد سے نہ آیا اس لیے سورہ فاتحہ میں انکا نام ضالین رکھا گیا ضالین کے لفظ کے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ وہ گمراہ ہیں اور دوسرے معنے اسکے ہیں کہ کھوئے جائیں گے یہ میرے نزدیک انکے لیے بشارت ہے کہ کسی وقت جھوٹے مذہب سے نجات پاکر اسلام میں کھوئے جائینگے اور رفتہ رفتہ مشرکانہ عقائد اور ناقص یا قابل شرم رسوم کو چھوڑتے چھوڑتے برنگ مسلمین موحد بنجائیں گے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین

کے نفذ میں جو سورہ فاتحہ کے آخر میں ضلالت کے دوسرے معنوں کے لحاظ سے کہ ایک چیز کا دوسری چیز میں محو ہونا اور کھوئے جانا ہے عیسائیوں کی آئندہ مذہبی حالت کے لیے یہ ایک پیشگوئی ہے۔ منہ

تمنے قدم رکھا اُسی جگہ یہودیوں نے قدم رکھا تھا یعنی جیسا کہ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کے منتظر ہو وہ بھی الیاس نبی کے دوبارہ آنے کے منتظر تھے اور کہتے تھے کہ مسیح تب آئے گا جبکہ پہلے الیاس نبی جو آسمان پر اُٹھایا گیا دوبارہ دنیا میں آجائے گا اور جو شخص الیاس کے دوبارہ آنے سے پہلے مسیح ہونے کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے اور وہ نہ صرف احادیث کی رو سے ایسا خیال رکھتے تھے بلکہ خدا کی کتاب کو جو صحیفہ ملاکی نبی ہے اس ثبوت میں پیش کرتے تھے لیکن جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی نسبت یہودیوں کے موعود مسیح ہونے کا دعویٰ کر دیا اور الیاس آسمان سے نہ اُترا جو اُس دعویٰ کی شرط تھی تو یہ تمام عقیدے یہودیوں کے باطل ثابت ہوگئے اور وہ جو یہودیوں کے خیال میں تھا کہ ایلیا نبی بجسمہ عنصری آسمان سے نازل ہوگا اُسکے آخر کار یہ معنے کھلے کہ ایلیا کی خو اور طبیعت پر کوئی دوسرا شخص ظاہر ہو جائے گا اور یہ معنی حضرت عیسیٰ نے خود بیان فرمائے جنکو دوبارہ آسمان سے اُتار رہے ہو۔ پس تم کیوں اسی ٹھوکر کھاتے ہو جس جگہ تم سے پہلے یہود ٹھوکر کھا چکے ہیں تمہارے ملک میں ہزارہا یہودی ہیں تم انکو پوچھکر دیکھلو کہ کیا یہود کا یہی اعتقاد نہیں جو اب تم ظاہر کر رہے ہو پس وہ خدا جس نے عیسیٰ کی خاطر ایلیا نبی کو آسمان سے نہ اُتارا اور یہود کے سامنے اُسکو تاویلوں سے کام لینا پڑا وہ تمہاری خاطر کیونکر عیسیٰ کو اُتارے گا جسکو تم دوبارہ اُتارتے ہو اُسی کے فیصلہ سے تم منکر ہو اگر شک ہے تو کئی لاکھ عیسائی اس ملک میں موجود ہیں اور انکی انجیل بھی موجود ہے اُن سے دریافت کرلو کہ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ نے یہی کہا تھا کہ ایلیا جو دوبارہ آنے والا تھا وہ یوحنا ہی ہے یعنی یحییٰ۔ اور اتنی بات کہکر کہ یہود کی پُرانی اُمیدوں کو خاک میں ملا دیا۔ اگر اب یہ ضروری امر ہے کہ عیسیٰ نبی ہی آسمان سے آوے تو اس صورت میں حضرت عیسیٰ نبی سچا نہیں ٹھہر سکتا کیونکہ اگر آسمان سے واپس آنا سنت اللہ میں داخل ہے تو الیاس نبی کیوں واپس نہ آیا اور کیوں اسکے یحییٰ کو ایلیا ٹھہرا کر تاویل سے کام لیا گیا عقلمند کے لیے یہ سوچنے کا مقام ہے۔

اور نیز جس کام کے لیے آپ لوگوں کے عقیدوں کے موافق مسیح ابن مریم آسمان سے آئے گا یعنی یہ کہ مہدی سے ملکر لوگوں کو جبراً مسلمان کرنے کے لیے جنگ کرے گا یہ ایک ایسا عقیدہ ہے جو اسلام کو بدنام کرتا ہے قرآن شریف میں کہاں لکھا ہے کہ مذہب کے لیے جبر درست ہے بلکہ اللہ تعالیٰ تو قرآن میں فرماتا ہے لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ یعنی دین میں جبر نہیں ہے پھر مسیح ابن مریم کو جبر کا اختیار کیونکر دیا جائے گا یہانتک کہ بجز اسلام یا قتل کے جزیہ بھی قبول نہ کرے گا یہ تعلیم قرآن شریف کی کس مقام اور کس سیپارہ میں اور کس سورۃ میں لکھی ہے ٭ سارا قرآن بار بار کہہ رہا ہے کہ دین میں جبر نہیں اور صاف طور پر ظاہر کر رہا ہے کہ جن لوگوں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت لڑائیاں کی گئی تھیں وہ لڑائیاں دین کو جبراً شائع کرنے کے لیے نہیں تھیں بلکہ یا تو بطور سزا تھیں یعنی اُن لوگوں کو سزا دینا منظور تھا جنہوں نے ایک گروہ کثیر مسلمانوں کو قتل کر دیا اور بعض کو وطن سے نکال دیا تھا اور نہایت سخت ظلم کیا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے أُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ یعنی ان مسلمانوں کو جن سے کفار جنگ کر رہے ہیں بسبب مظلوم ہونے کے مقابلہ کرنے کی اجازت دی گئی اور خدا قادر ہے کہ جو ان کی مدد کرے اور یا وہ لڑائیاں ہیں جو بطور مدافعت تھیں یعنی جو لوگ اسلام کے نابود کرنے کے لیے پیشقدمی کرتے تھے یا اپنے ملک میں اسلام کو شائع ہونے سے جبراً روکتے تھے ان سے بطور حفاظت خود اختیاری یا ملک میں آزادی پیدا کرنے کے لیے لڑائی کی جاتی تھی بجز ان تین صورتوں کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مقدس خلیفوں نے کوئی لڑائی نہیں کی بلکہ اسلام نے غیر قوموں کے ظلم کی اسقدر برداشت کی ہے جو اسکی دوسری قوموں میں نظیر نہیں ملتی پھر یہ عیسیٰ مسیح اور مہدی صاحب کیسے ہوں گے جو آتے ہی لوگوں کو قتل کرنا شروع

٭ نوٹ۔ اگر کہو کہ عربوں کے لیے یہی حکم تھا کہ جبراً مسلمان کیے جاویں یہ خیال قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا بلکہ یہ ثابت ہے کہ چونکہ تمام عرب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سخت ایذا پہونچایا تھا اور بہت سے صحابہ مردوں اور عورتوں کو قتل کر دیا تھا اور بقیۃ السیف کو وطن سے نکال دیا تھا اسلیے وہ تمام لوگ جو مرتکب جرم قتل یا معین اس جرم کے تھے وہ سب خدا تعالیٰ کی نظر میں اپنی خونریزی کے عوض میں خونریزی کے لائق ہو چکے تھے انکی نسبت بطور قصاص اصل حکم قتل کا تھا مگر ارحم الراحمین کی طرف سے یہ رعایت دی گئی کہ اگر کوئی انہیں سے مسلمان ہو جائے تو اُسکا گذشتہ جرم جسکی وجہ سے وہ قابل سزائے موت ہے بخشدیا جائیگا پس کہاں یہ صورت رحم اور کہاں جبر۔ منہ

کردیں گے یہانتک کہ کسی اہلکتاب سے بھی جو یہ قبول نہیں کرینگے اور آیت حتیٰ یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صاغرون کو بھی منسوخ کردیں گے یہ دین اسلام کے کیسے حامی ہونگے کہ آتے ہی قرآن کی ان آیتوں کو بھی منسوخ کردیں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی منسوخ نہیں ہوئیں اور اسقدر انقلاب سے پھر بھی ختم نبوت میں حرج نہیں آئے گا۔ اس زمانہ میں جو تیرہ سو برس عہد نبوت کو گذر گئے اور خود اسلام اندرونی طور پر تہتر فرقوں پر پھیل گیا سچے مسیح کا یہ کام ہونا چاہیئے کہ وہ دلائل کے ساتھ دلوں پر فتح پاوے نہ تلوار کے ساتھ اور صلیبی عقیدہ کو واقعی اور سچے ثبوت کے ساتھ توڑے نہ یہ کہ ان صلیبوں کو توڑتا پھرے جو چاندی یا سونے یا پیتل یا لکڑی سے بنائی جاتی ہیں اگر تم جبر کرو گے تو تمھارا جبر اس بات پر کافی دلیل ہے کہ تمھارے پاس کوئی دلیل نہیں * ہر یک نادان اور ظالم طبع جب دلیل سے عاجز آجاتا ہے تو پھر تلوار یا بندوق کی طرف ہاتھ لمبا کرتا ہے مگر ایسا مذہب ہرگز ہرگز خدا تعالیٰ کیطرف سے نہیں ہو سکتا جو صرف تلوار کے سہارے سے پھیل سکتا ہے نہ کسی اور طریق سے اگر تم ایسے جہاد سے باز نہیں آسکتے اور اسپر غصہ میں آکر راستبازوں کا نام بھی دجال اور ملحد رکھتے ہو تو ہم ان دو فقروں پر اس تقریر کو ختم کرتے ہیں قُلْ یٰۤاَیُّہَا الْکٰفِرُوْنَ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ اندرونی تفرقہ اور پھوٹ کے زمانہ میں تمھارا مسیح اور فرضی مہدی کس کس پر تلوار چلائے گا کیا سنیوں کے نزدیک شیعہ اس لائق نہیں کہ ان پر تلوار اٹھائی جاوے اور شیعوں کے نزدیک سنی اس لائق نہیں کہ ان سب کو تلوار سے نیست و نابود کیا جاوے پس جبکہ تمھارے اندرونی فرقے ہی تمھارے عقیدہ کی رو سے مستوجب سزا ہیں تو تم کس کس سے جہاد کرو گے۔ مگر یاد رکھو کہ خدا تلوار کا محتاج نہیں وہ اپنے دین کو آسمانی نشانوں کے ساتھ زمین پر پھیلائے گا اور کوئی اسکو روک نہیں سکے گا اور یاد رکھو کہ اب عیسیٰ تو ہرگز نازل نہیں ہوگا کیونکہ جو اقرار اس نے آیت فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کے رو سے قیامت کے دن کرنا ہے یعنی صفائی سے اسکا اعتراف پایا جاتا ہے کہ وہ دوبارہ دنیا میں نہیں آئے گا اور قیامت کو اسکا یہی عذر ہے کہ عیسائیوں کے بگڑنے کی مجھے خبر نہیں اور اگر وہ قیامت کے پہلے دنیا میں آتا تو کیا وہ یہی جواب دیتا کہ مجھے عیسائیوں کے بگڑنے کی خبر نہیں اور اگر وہ قیامت کے پہلے دنیا میں آتا تو کیا وہ یہی جواب دیتا کہ مجھے عیسائیوں کے بگڑنے کی خبر نہیں لہذا اس آیت میں اسنے صاف اقرار کیا ہے کہ میں دوبارہ دنیا میں نہیں گیا اور اگر وہ قیامت سے پہلے دنیا میں آنیوالا تھا اور برابر چالیس برس رہنے والا تب اس نے خدا تعالیٰ کے سامنے جھوٹ بولا کہ مجھے عیسائیوں کے حالات کی کچھ خبر نہیں اسکو تو کہنا چاہیئے تھا کہ آمد ثانی کے وقت چالیس کروڑ کے قریب دنیا میں عیسائی پایا اور ان سب کو دیکھا اور مجھے ان کے بگڑنے کی خوب خبر ہے اور میں تو انعام کے لائق ہوں کہ تمام عیسائیوں کو مسلمان کیا اور صلیبوں کو توڑا یہ کیسا جھوٹھ ہے کہ عیسیٰ کہے گا کہ مجھے خبر نہیں غرض اس آیت میں نہایت صفائی سے مسیح کا اقرار ہے کہ وہ دوبارہ دنیا میں نہیں آئے گا اور یہی سچ ہے کہ مسیح فوت ہو چکا اور سری نگر محلہ خانیار میں اسکی قبر ہے * اب خدا خود نازل ہوگا اور ان لوگوں سے آپ لڑے گا جو سچائی سے لڑتے ہیں۔ خدا کا لڑنا قابل اعتراض

* حاشیہ۔ بعض نادان مجھ پر اعتراض کرتے ہیں جیسا کہ صاحب المنار نے بھی کیا کہ یہ شخص انگریزوں کے ملک میں رہتا ہے اس لیے جہاد کی ممانعت کرتا ہے یہ نادان نہیں جانتے کہ اگر میں جھوٹھ سے اس گورنمنٹ کو خوش کرنا چاہتا تو میں بار بار کیوں کہتا کہ عیسیٰ بن مریم صلیب سے نجات پاکر اپنی موت طبعی سے بمقام سری نگر کشمیر میں مر گیا اور نہ وہ خدا تھا اور نہ خدا کا بیٹا کیا انگریز مذہبی جوش والے اس فقرہ سے مجھ سے بیزار نہیں ہونگے پس سنو! اے نادانو! میں اس گورنمنٹ کی کوئی خوشامد نہیں کرتا بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ایسی گورنمنٹ سے جو دین اسلام اور دینی رسوم پر کچھ دست اندازی نہیں کرتی اور نہ اپنے دین کو ترقی دینے کے لیے ہم پر تلواریں چلاتی ہے قرآن شریف کے رو سے جنگ مذہبی کرنا حرام ہے کیونکہ وہ بھی کوئی مذہبی جہاد نہیں کرتی اور انکا شکر کرنا ہمیں سلطنۃ لازم ہے کہ ہم اپنا کام مکہ اور مدینہ میں بھی نہیں کر سکتے تھے مگر ان کے ملک میں یہ خدا کیطرف سے حکمت تھی کہ مجھے اس ملک میں پیدا کیا پس کیا میں خدا کی حکمت کی کسر شان کروں اور جیسا کہ قرآن شریف کی آیت وَاٰوَیْنٰہُمَاۤ اِلٰی رَبْوَۃٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِیْنٍ میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات ہمیں سمجھاتا ہے کہ صلیب کے واقعہ کے بعد ہم نے عیسیٰ مسیح کو صلیبی بلا سے رہائی دیکر اسکو اور اسکی ماں کو ایک ایسے اونچے ٹیلہ پر جگہ دی تھی کہ وہ آرام کی جگہ تھی اور اسمیں چشمے جاری تھے یعنی سرینگر کشمیر اسی طرح خدا نے مجھے اس گورنمنٹ کے اونچے ٹیلہ پر جہاں مفسدین کا ہاتھ نہیں پہونچ سکتا جگہ دی جو آرام کی جگہ ہے اور اس ملک میں سچے علوم کے چشمے جاری ہیں اور مفسدوں کے حملوں سے امن اور قرار ہے پھر کیا واجب نہ تھا کہ ہم اس گورنمنٹ کے احسانات کا شکر کرتے۔ منہ

* نوٹ۔ ایک یہودی نے بھی اسکی تصدیق کی ہے کہ قبر واقعہ سرینگر یہودیوں کے انبیا کی قبر کی طرح بنی ہوئی ہے۔ دیکھو پرچہ علحدہ حاشیہ۔ منہ

نہیں کیونکہ وہ جبر کے رنگ میں ہے۔

ان مولویوں پر افسوس اگر ان میں دیانت ہوتی تو وہ تقویٰ کی راہ سے اپنی تسلی ہر طرح سے کراتے اور خدا نے نیک روحوں کی تسلی کر دی مگر وہ لوگ جو ابوجہل کی مٹی سے بنے ہوئے ہیں وہ اسی طریق کو اختیار کرتے ہیں جو ابوجہل نے اختیار کیا تھا ایک مولوی صاحب نے میرٹھ سے بذریعہ رجسٹری اطلاع دی ہے کہ امرتسر میں جلسہ ندوۃ العلماء ہے آ کر بحث کرنی چاہیے مگر واضح ہو کہ اگر ان مخالفین کی نیتیں نیک ہوتیں اور فتح وشکست کا خیال نہ ہوتا تو انکو اپنی تسلی کرانے کے لیے ندوہ وغیرہ کی کیا ضرورت تھی ہم ندوہ کے علما کو امرتسر کے علما سے الگ نہیں سمجھتے ایک ہی عقیدہ ایک ہی جنس ایک ہی مادہ ہے ہر ایک کو اختیار ہے کہ قادیان میں آوے مگر بحث کے لیے نہیں بلکہ صرف طلب حق کے لیے ہماری تقریر کو سنے اگر شک رہے تو غربت اور ادب کے طریق سے اپنے شکوک رفع کرا دے اور وہ جب تک قادیان میں رہے گا بطور مہمان کے سمجھا جائے گا ہمیں ندوہ وغیرہ کی ضرورت نہیں اور نہ ان کی طرف حاجت ہے یہ سب لوگ راستی کے دشمن ہیں مگر راستی دنیا میں پھیلتی جاتی ہے کیا یہ خدا تعالیٰ کا عظیم الشان معجزہ نہیں کہ اس نے آج سے ۲۰ برس پہلے براہین احمدیہ میں اپنے الہام سے ظاہر کر دیا تھا کہ لوگ تمہارے ناکام رہنے کے لیے بڑی کوشش کریں گے اور ناخنوں تک زور لگائیں گے مگر آخر میں تمہیں ایک بڑی جماعت بناؤں گا یہ اس وقت کی وحی الٰہی ہے جبکہ میرے ساتھ ایک آدمی بھی نہیں تھا پھر میرے دعویٰ کے شائع ہونے پر مخالفوں نے ناخنوں تک زور لگائے آخر حسب پیشگوئی مذکورہ بالا یہ سلسلہ پھیل گیا اور اب آج کی تاریخ تک برٹش انڈیا میں یہ جماعت ایک لاکھ سے بھی زیادہ ہے ندوۃ العلما کو اگر مرنا یاد ہے تو براہین احمدیہ اور سرکاری کاغذات کو دیکھ کر بتلاوے کہ کیا یہ معجزہ ہے یا نہیں پھر جب کہ قرآن اور معجزہ دونوں پیش کیے گئے تو اب بحث کس غرض کے لیے؟

ایسا ہی اس ملک کے گدی نشین اور پیرزادے ایسے بے تعلق اور اپنی بدعات میں ایسے دن رات مشغول ہیں کہ ان کو اسلام کی مشکلات اور آفات کی کچھ بھی خبر نہیں انکی مجالس میں اگر جاؤ تو بجائے قرآن شریف اور کتب حدیث کے طرح طرح کے طنبورے اور سارنگیاں اور ڈھولکیاں اور قوال وغیرہ اسباب بدعات نظر آئیں گے اور پھر باوجود اس کے مسلمانوں کے پیشوا ہونے کا دعوے اور اتباع نبوی کی لاف زنی اور بعض انہیں سے عورتوں کا لباس پہنتے ہیں اور ہاتھوں میں مہندی لگاتے ہیں اور چوڑیاں پہنتے ہیں اور قرآن شریف کی نسبت اشعار پڑھنا اپنی مجلسوں میں پسند کرتے ہیں۔ یہ ایسے بزرگ رنگار ہیں جو خیال میں نہیں آ سکتا کہ دور ہو سکیں تاہم خدا تعالیٰ اپنی قدرتیں دکھائے گا اور اسلام کا حامی ہوگا۔

عورتوں کو کچھ نصیحت

ہمارے اس زمانہ میں بعض خاص بدعات میں عورتیں بھی مبتلا ہیں وہ تعدد نکاح کے مسئلہ کو نہایت بری نظر سے دیکھتی ہیں گویا اس پر ایمان نہیں رکھتیں انکو معلوم نہیں کہ خدا کی شریعت ہر ایک قسم کا علاج اپنے اندر رکھتی ہے پس اگر اسلام میں تعدد نکاح کا مسئلہ نہ ہوتا تو ایسی صورتیں کہ جو مردوں کے لیے نکاح ثانی کے لیے پیش آ جاتی ہیں اس شریعت میں انکا کوئی علاج نہ ہوتا۔ مثلاً اگر عورت دیوانہ ہو جائے یا مجذوم ہو جائے یا ہمیشہ کے لیے کسی ایسی بیماری میں گرفتار ہو جائے جو بیکار کر دیتی ہے یا اور کوئی ایسی صورت پیش آ جائے کہ عورت قابل رحم ہو مگر بیکار ہو جاوے اور مرد بھی قابل رحم کہ وہ تجرد پر صبر نہ کر سکے تو ایسی صورت میں مرد کے قویٰ پر یہ ظلم ہے کہ اسکو نکاح ثانی کی اجازت نہ دی جاوے درحقیقت خدا کی شریعت نے انہیں امور پر نظر کر کے مردوں کے لیے یہ راہ کھلی رکھی ہے اور مجبوریوں کے وقت عورتوں کے لیے بھی راہ کھلی ہے کہ اگر مرد بیکار ہو جاوے تو حاکم کے ذریعہ سے خلع کرا لیں جو طلاق کے قائم مقام ہے خدا کی شریعت دوا فروش کی دوکان کی مانند ہے پس اگر دوکان ایسی نہیں ہے جسمیں سے ہر ایک بیماری کی دوا مل سکتی ہے تو وہ دوکان چل نہیں سکتی پس غور کرو کہ کیا یہ سچ نہیں کہ بعض مشکلات مردوں کے لیے ایسی پیش آ جاتی ہیں جنمیں وہ نکاح ثانی کے لیے مضطر ہوتے ہیں۔ وہ شریعت کس کام کی جس میں کل مشکلات کا علاج نہ ہو۔ دیکھو انجیل میں طلاق کے مسئلہ کی بابت صرف زنا کی شرط تھی اور دوسرے صدہا طرح کے اسباب جو مرد اور عورت میں جانی دشمنی پیدا کر دیتے ہیں انکا کچھ ذکر نہ تھا اسلیے عیسائی قوم اس خامی کی برداشت نہ کر سکی اور آخر امریکہ میں ایک طلاق کا قانون پاس کرنا پڑا سو اب سوچو کہ اس قانون سے انجیل کدھر گئی۔ اور اے عورتو فکر نہ کرو جو تمہیں کتاب ملی ہے وہ انجیل کی طرح انسانی تصرفات کی محتاج نہیں اور اس کتاب میں جیسے مردوں کے حقوق محفوظ ہیں عورتوں کے حقوق بھی محفوظ ہیں اگر عورت مرد کے تعدد ازدواج پر ناراض ہے تو وہ بذریعہ حاکم خلع کرا سکتی ہے۔ خدا کا یہ فرض تھا کہ مختلف صورتیں جو مسلمانوں میں پیش آنیوالی تھیں اپنی شریعت میں انکا ذکر کر دیتا تا شریعت ناقص نہ رہتی سو تم اے عورتو اپنے خاوندوں کے ان ارادوں کے وقت کہ وہ دوسرا نکاح کرنا چاہتے ہیں خدا تعالیٰ کی

شکایت مت کرو بلکہ تم دعا کرو کہ خدا تمہیں مصیبت اور ابتلا سے محفوظ رکھے بیشک وہ مرد سخت ظالم اور قابل مواخذہ ہے جو دو جورو ئیں کرکے انصاف نہیں کرتا۔ باقی آئیندہ

حضرت امام الزمان کی ڈائری

بقیہ صبح کی سیر ۵ ؍ اکتوبر ۱۹۰۲ء

قادیان میں چند موتیں

آج معمولی یعنی عوارض بخار وغیرہ سے یہاں کے چوڑھوں اور دوسری اقوام میں دو موتیں ہو گئی تھیں اسکا ذکر آیا **فرمایا**

ایسی موتیں مخرق تب سے بھی ہوتی ہیں۔ طاعون کے حملے ہی الگ ہوتے ہیں کوئی جنازہ پڑھنے اور اٹھانے والا بھی نہیں ملتا بعض وقت ایک گھر میں جب یہ بلا داخل ہوتی ہے تو اس گھر کے گھر کو صاف کر دیتی ہے اور عورتوں بچوں تک کو نوبت پہنچتی ہی ہے جانوروں کو بھی ہو جاتی ہے۔

طاعون معیار ایمان ہے

طاعون بجائے خود انسان کے ایمان کے پرکھے جانے کا بھی ایک ذریعہ ہے اب طاعون تو مان نہ مان میں تیرا مہمان ہو کر آئی ہے + اگر طاعون نہ ہوتی تو سچے مسلمان کا پتہ لگنا ہی مشکل ہوتا + جو خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں وہ اسوقت طاعون کو دیکھکر جلد تبدیلی کرتے ہیں + یہ دیکھا گیا ہے کہ معمولی موتیں جو ہر روز ہوتی رہتی ہیں۔ یہ گو انسان کو بیدار کرنے کے لیے کافی ہیں اگر وہ ان سے عبرت حاصل کرے لیکن تجربہ بتاتا ہے کہ وہ ناکافی ہیں۔ اور وہ دنیا کے تعلقات پر موت وارد کرنے کے لیے اسقدر مفید اور مؤثر ثابت نہیں ہوتی ہیں جسقدر کہ اب طاعون! اور اسکی وجہ یہ ہے کہ معمولی موتیں اب معمولی موتیں ہونے کی وجہ سے اسقدر خوفناک نہیں رہی ہیں۔ لیکن اب طاعون کے حملوں سے ایک عالمگیر خوف چھا گیا ہے اور یہ وقت ہے کہ خدا تعالیٰ ہی کو اپنا ماویٰ و ملجا بنا یا جاوے۔ غور کرکے دیکھو کہ کسقدر وحشت ہو سکتی ہے جب ایک گھر میں دو چار مردے پڑے ہوں اور کوئی اٹھانے والا بھی موجود نہ ہو + غرض طاعون اب انسان کا جوہر کھول کر دکھا دیتی ہے۔ مصیبت اور مشکلات بھی انسان کے ایمان کے پرکھنے کا ایک ذریعہ ہیں۔ چنانچہ قرآن شریف میں آیا ہے

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْا اَنْ یَّقُوْلُوْا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ +

اب ہم سمجھتے ہیں کہ ہمیں جماعت کو بہت زیادہ سمجھنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ موت سب سے بڑھ کر منذرات میں سے ہے۔ جو تبدیلی اس نظارہ موت سے ہو سکتی ہے وہ دوسری منذرات سے نہیں ہوتی۔

خدا تعالیٰ جو تبدیلی چاہتا ہے وہ اسی طرح ہوتی ہے یہ وقت ہے کہ لوگ خدا کی طرف رجوع کریں اور اس سے دعائیں مانگیں کہ ایک پاک تبدیلی انھیں عطا ہو جن لوگوں کی پاک تبدیلی خدا تعالیٰ نے دعاؤں سے چاہتا ہے انکی تبدیلی اسطرح پیدا ہوتی ہے کہ انپر بلائیں اور خوف آتے ہیں جیسے فرمایا وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ الآیہ۔

شیطان کی انسان سے جنگ

اگر انسان کے افعال سے گناہ دور ہو جاویں تو شیطان چاہتا ہے کہ آنکھ۔ کان۔ ناک۔ تک ہی رہے اور جب وہاں بھی اسے قابو نہیں ملتا تو پھر وہ یہاں تک کوشش کرتا ہے کہ اور نہیں تو دل ہی میں گناہ رہے۔ گویا شیطان اپنی لڑائی کو اختتام تک پہنچاتا ہے۔ مگر جس دل میں خدا کا خوف ہے وہاں شیطان کی حکومت نہیں چل سکتی۔ شیطان آخر اس سے مایوس ہو جاتا ہے اور الگ ہو جاتا ہے اور اپنی لڑائی میں ناکام و نامراد ہو کر اسے اپنا بوریا بستر ا باندھنا پڑتا ہے۔

موت تمام لذتوں پر موت وارد کرتی ہے

بہت سے لوگ اس قسم کے ہیں کہ وہ نفسانی قیدوں اور ناجائز خیالات سے الگ ہونا نہیں چاہتے اور کوئی بات انپر مؤثر نہیں ہوتی۔ آخر خدا تعالیٰ انپر یوں رحم کرتا ہے کہ بعض ابتلا آ جاتے ہیں تو وہ آہستہ آہستہ ان سے باز آ جاتے ہیں۔

قوموں کا باہمی جدال

اسوقت عام طور پر قوموں کا مناظرہ خدا تعالیٰ کیطرف سے پیش آ گیا ہے مگر اس میں فتح و نصرت اسی کو ملے گی جو خدا کے نزدیک تقویٰ والی ہو اور زبان کو سنبھال کر رکھے۔ بندوں پر ظلم نہ کرے ان کے حقوق کی رعایت کرکے سفر میں حضر میں بنی نوع انسان کی ہمدردی اور رعایت کرے تو خدا تعالیٰ اسکی رعایت کرتا ہے جب وہ تقویٰ دیکھتا ہے تو وہ خود اسکا ولی اور مددگار ہوتا ہے یہ بالکل سچی بات ہے کہ خدا تعالیٰ کا کسی کے ساتھ کوئی جسمانی رشتہ نہیں ہے خدا تعالیٰ خود انصاف ہے اور انصاف کو دوست رکھتا ہے۔ وہ خود عدل ہے عدل کو دوست رکھتا ہے اس لیے ظاہری رشتوں کی پروا نہیں کرتا جو تقوے کی رعایت کرتا ہے اُسے وہ اپنے فضل سے بچاتا ہے اور اسکا ساتھ دیتا ہے اور اسی لیے اُس نے فرمایا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ پس اس مناظرہ میں متقی ہی کامیاب ہوگا۔

عرب کی تجارتی اشیار کا تذکرہ ہوتا رہا اور طائف کے ذکر پر فرمایا کہ وہ گویا اس ریگستان میں بہشت کا نمونہ ہے اسی ذکر میں یہ بھی کہا گیا کہ عرب میں بازاروں میں ہر ایک چیز کبھی ختم نہیں ہوتی۔ ہر وقت جسقدر چاہو میسر آ سکتی ہے۔

برات کیساتھ باجا بجانا کیسا ہے۔؟

میاں الٰہی بخش صاحب امرتسری نے عرض کیا کہ حضور یہ جو

براتوں کے ساتھ باجے بجائے جانے ہیں اس کے متعلق حضور کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا فقہا نے اعلان بالدف کو نکاح کے وقت جائز رکھا ہے اور یہ اس لیے کہ پیچھے جو مقدمات ہوتے ہیں تو اس سے گویا ایک قسم کی شہادت ہو جاتی ہے۔ ہمکو مقصود بالذات لینا چاہیے۔ اعلان کے لیے یہ کام کیا جاتا ہے یا کوئی اپنی شیخی اور تعلّی کا اظہار مقصود ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ بعض چُپ چاپ شادیوں میں نقصان پیدا ہوتے ہیں یعنی جب مقدمات ہوتے ہیں تو اس قسم کے سوال اُٹھائے گئے ہیں۔ غرض ان خرابیوں کے روکنے کے لیے اور شہادت کے لیے اعلان بالدف جائز ہے۔ اور اس صورت میں باجا بجانا منع نہیں ہے۔ بلکہ نسبتوں کی تقریب پر جو شکر وغیرہ بانٹتے ہیں دراصل یہ بھی اس غرض کے لیے ہوتی ہے کہ دوسرے لوگوں کو خبر ہو جاوے اور پیچھے کوئی خرابی پیدا نہ ہو مگر اب یہ اصل مطلب مفقود ہو کر اسکی جگہ صرف رسم نے لے لی ہے اور اسمیں بھی بہت سی باتیں اور پیدا کی گئی ہیں۔ پس انکو رسوم نہ قرار دیا جاوے بلکہ یہ رشتہ ناطہ کو جائز کرنے کے لیے ضروری امور ہیں۔ یاد رکھو جن امور سے مخلوق کو فائدہ پہونچتا ہے شرع اسپر ہرگز زد نہیں کرتی۔ کیونکہ شرع کی خود یہ غرض ہے کہ مخلوق کو فائدہ پہونچے۔

آتشبازی اور تماشا وغیرہ یہ بالکل منع ہیں کیونکہ اس سے مخلوق کو کوئی فائدہ بجز نقصان کے نہیں ہے۔ اور باجا بجانا بھی اسی صورت میں جائز ہے جبکہ یہ غرض ہو کہ اس نکاح کا عام اعلان ہو جاوے اور نسب محفوظ رہے کیونکہ اگر نسب محفوظ نہ رہے تو زنا کا اندیشہ ہوتا ہے جسپر خدا نے بہت ناراضگی ظاہر کی ہے یہانتک کہ زنا کے مرتکب کو سنگسار کرنے کا حکم دیا ہے اسلیے اعلان کا انتظام ضروری ہے البتہ ریاکاری - فسق - فجور کیلئے صلاح وتقویٰ کے خلاف کوئی منشا ہو تو منع ہے۔

شریعت کا مدار نرمی پر ہے سختی پر نہیں ہے لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا

باجے کے متعلق حُرمت کا کوئی نشان بجز اس کے کہ وہ صلاح و تقویٰ کے خلاف اور ریاکاری اور فسق و فجور کے لیے ہے پایا نہیں جاتا اور پھر **اعلان بالدف** کو فقہا نے جائز رکھا ہے اور اصل اشیا حلت ہے اس لیے شادی میں اعلان کے لیے جائز ہے۔

لڑکیوں کا گانا کیسا ہے

پھر یہ سوال کیا گیا کہ لڑکی یا لڑکے والوں کے ہاں جو جوان عورتیں ملکر گھر میں گاتی ہیں وہ کیسا ہے؟ فرمایا اصل یہ ہے کہ یہ بھی اسیطرح پر ہے اگر گیت گندے اور ناپاک نہ ہوں تو کوئی حرج نہیں ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب مدینہ میں تشریف لیگئے تو لڑکیوں نے ملکر آپ کی تعریف میں گیت گائے تھے۔

مسجد میں ایک صحابیؓ نے خوش الحانی سے شعر پڑھے تو حضرت عمرؓ نے انکو منع کیا اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھے ہیں تو آپ نے منع نہیں کیا۔ بلکہ آپ نے ایکبار اس کے شعر سنے تو آپ نے اس کے لیے رحمت اللہ فرمایا۔ اور جسکو آپ یہ فرمایا کرتے تھے وہ شہید ہو جایا کرتا تھا غرض اسطرح پر اگر وہ فسق و فجور کے گیت نہ ہوں تو منع نہیں مگر مردوں کو نہیں چاہیے کہ عورتوں کی ایسی مجلسوں میں بیٹھیں۔ یہ یاد رکھو کہ جہاں ذرا بھی مظنّہ فسق و فجور کا ہو وہ منع ہے۔

زہد و ورع کوش و صدق و صفا
ولیکن میفزائے بر مصطفےٰ

یہ ایسی باتیں ہیں کہ انسان ان میں خود فتویٰ لے سکتا ہے جو امر تقویٰ اور خدا کی رضا کے خلاف ہے مخلوق کو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہے وہ منع ہے اور پھر جو اسراف کرتا ہے وہ سخت گناہ کرتا ہے اگر ریاکاری کرتا ہے تو گناہ ہے۔ غرض کوئی ایسا امر جس میں اسراف - ریا - فسق ایذائے خلق کا شائبہ ہو وہ منع ہے اور جو ان سے صاف وہ منع نہیں گناہ نہیں کیونکہ اصل اشیا کی حلت ہے۔

ہر ایک کا کام نہیں کہ دین کے لیے بات کرے پہلے خود متقی ہونا چاہیے تاکہ سخن کز دل بروں آید نشیند لاجرم بردل کا مصداق ہو۔

منطقی بات بیودار ہوتی ہے کیونکہ اس میں بڑے داؤ پیچ ہی ہوتے ہیں اس لیے منطقیانہ طریق کو چھوڑ کر عارفانہ تقریر کا پہلو اختیار کرنا چاہیے۔

دربار شام

۵ اکتوبر ۱۹۰۲ء

۱- آج بعد عصر حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد سلمہ اللہ الاحد کی برات رُڑکی سے واپس آئی تھی۔ اسموقعہ پر ایڈیٹر الحکم نے اپنی احمدی جماعت کی طرف سے ایک مبارکباد کا خاص پرچہ شائع کیا۔ جو برات کے دارالامان پہونچتے ہی شائع کیا گیا تھا

۲- قبل نماز مغرب جب حضرت جری اللہ فی حلل الانبیا علیہ الصلوۃ والسلام تشریف لائے تو رُڑکی سے آئے ہوئے احباب ملے جو برات میں گئے تھے۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے (جو حضرت اقدس کے سلسلہ میں ایک درخشندہ گوہر ہیں اور جو عیسائیوں کی کتابوں کو پڑھ کر ان میں سے ... سلسلہ عالیہ کے مفید مطلب مضامین کے اقتباس کرنے کا بیحد شوق اور جوش رکھتے ہیں) پطرس کے متعلق سنایا کہ رڑکی میں پادریوں سے ملکر میں نے اس سوال کو حل کیا ہے معلوم ہوا ہے کہ صلیب کیوقت پطرس کی عمر ۳۰ یا ۴۰ کے درمیان تھی۔ ناظرین کو اس سوال **عمر پطرس** کی ضرورت کے لیے ہم الحکم کا وہ نوٹ یاد دلاتے ہیں

جس میں ظاہر کیا گیا تھا کہ بعض کاغذات اس قسم کے ہیں جنمیں پطرس لکھتا ہے کہ میں مسیح کی وفات سے تین سال بعد ان کو لکھتا ہے۔ اور اب میری عمر ۹۰ سال کی ہے گویا مسیح نے جب وفات پائی تو پطرس کی عمر ۸۷ سال کی ہوئی۔ اور واقعہ صلیب کے وقت پطرس کی عمر تیس اور چالیس کے درمیان بتائی جاتی ہے تو اب اس سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ مسیح واقعہ صلیب کے بعد کم از کم ۴۷ سال تک بموجب اس تحریر کے زندہ رہا۔ اور پطرس ان کے ساتھ رہا۔ اور یہ ثابت ہو گیا کہ صلیب پر مسیح نہیں رہا بلکہ طبعی موت سے مرا ہے۔ اور نہ آسمان پر اس جسم کے ساتھ اُٹھایا گیا کیونکہ رسُل الحواریین پطرس اسکی موت کا اعتراف کرتا ہے اور موت کا وقت دیتا ہے۔

مفتی صاحب نے یہ عظیم الشان خوشخبری حضرت کو سنائی۔ پھر نماز مغرب ادا ہوئی

بعد نماز مغرب

۲۔ بعد ادائے نماز مغرب حضرۃ حجۃ اللہ حسب معمول شہ نشین پر اجلاس فرما ہوئے بیٹھتے ہی حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب نے مبارکباد دی اور عرض کیا کہ حضور ڈاکٹر صاحب کو بہت ہی مخلص پایا ہے۔ کوئی بات انھوں نے نہیں کی یہی کہا کہ **جو حکم دیا ہے وہ کرو۔** بھائیوں میں سے بھی کوئی شریک نہیں ہوا۔ فرمایا خدا تعالیٰ نے انکو بہت اخلاص دیا ہے اور یہ تقریب پیدا کر دی کہ مخالف بھائیوں سے قطع تعلق ہو جاوے۔

پھر مولوی صاحب نے عرض کی کہ باوجودیکہ کوئی تکلف کی بات نہ تھی مگر وہ بڑی ہی خاطر و تواضع سے پیش آئے اور اسحاب ادھر اُدھر پھرتے رہے۔ فرمایا انمیں اہلیت اور زیرکی بہت ہے۔

اسپر حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے عرض کی کہ حضور جب الحکم میں میرا ایک خطبہ فَلَا وَرَبِّكَ پر شائع ہوا تو انھوں نے بڑے ہی اخلاص اور صدق سے خط لکھا۔ اسکو پڑھ کر میرا ایمان بڑا قوی اور تازہ ہو گیا ہے۔

اسپر حضرت اقدس نے فرمایا میں نے دیکھا ہے کہ **انمیں نور فراست ہے** وہ اپنے باپ سے بھی اس معاملہ میں گفتگو کیا کرتے تھے۔

حافظ محمد یوسف اور قطع الوتین

حافظ محمد یوسف کا ذکر آ گیا کہ اس نے اشتہار دیا ہے اور اسمیں قطع الوتین کا حوالہ دیا ہے اُس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین کی ہے کہ ایک مفتری کو بھی وہ تسلیم کرتا ہے کہ ۲۳ برس تک زندہ رہتا ہے۔ حالانکہ خدا تعالیٰ نے آپ کی صداقت کا یہ عملی زمانہ مقرر کیا ہے ایک انسان کو اگر کہا جاوے کہ تیری شکل جانور کیسی ہے اسکی توہین ہے اسیطرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مدۃ نبوۃ کو کذاب کی طرح کہنا سخت بے ادبی ہے آپ کی پاک زندگی کو مومن کبھی کسی ناپاک انسان کی زندگی سے مشابہت نہیں دے سکتا۔ آپ کی آمد اُسوقت ہوئی جب دنیا فسق و فجور اور فساد سے بھری ہوئی تھی۔ اور آپ اُسوقت دُنیا سے رخصت ہوئے جب آپ پورے کامیاب ہو گئے اور سب کام کر لیے۔ اس اشتہار کا جواب لکھنا ضروری تھا اس لیے میں نے ایک رسالہ مختصر سا بنا دیا ہے اور ضروری ہے کہ اسپر ٹائٹل پیج بھی لگا دیا جاوے بائبل میں بھی چھوٹے چھوٹے صحیفے موجود ہیں۔ اسمیں چونکہ ندوہ کو تبلیغ ہے اس لیے اسکا نام **تحفۃ الندوہ** رکھدیا ہے اب بہتر ہے کہ اس کے پیچھے ایک مبارک بشارت لکھدی جاوے کہ عیسائیوں کے محققین کی تحریروں سے ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ صلیب کے واقعہ کے بعد بھی زندہ رہے جیسا کہ پطرس کی اس تحریر سے جو ملی ہے معلوم ہوا۔

اس تحقیقات سے ہر ایک محقق کو خوش ہونا چاہیے۔ کیونکہ یہ ان کاغذات سے ثابت ہوئی ہے جو مسیح کی خاص حواری پطرس کی لکھی ہوئی ہیں۔

خاتم النبیین

خاتم النبیین کے معنے یہ ہیں کہ آپ کی مُہر کے بغیر کسی کی نبوۃ تصدیق نہیں ہو سکتی جب مہر لگ جاتی ہے تو وہ کاغذ سند ہو جاتا ہے اور مصدقہ سمجھا جاتا ہے اسیطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر اور تصدیق جس نبوت پر نہ ہو وہ صحیح نہیں ہے۔

ہماری تائید کی عام ہوا چل رہی ہے

دنیا میں اسوقت ایک عام تحریک ہو رہی ہے اور آئے دن ایک نہ ایک بات ہماری تصدیق اور تائید میں نکلتی آتی ہے یہ خدا کا کام ہے اب دیکھلو کہ یہ کاغذ نکل آئے ہیں جو پطرس کے لکھے ہوئے ہیں۔ ہماری جماعت انکو پڑھ کر خوش ہوگی اور انکا ایمان بڑھے گا۔

ہماری تعلیم

کشتی نوح میں میں نے اپنی تعلیم لکھ دی ہے اور اس سے ہر ایک شخص کو آگاہ ہونا ضروری ہے چاہیے ہر ایک شہر کی جماعت جلسہ کر کے سب کو یہ سنا دے تاکہ ایک مستعد اور فارغ شخص کو بھیجدی جاوے جو پڑھ کر سنا دے اور اگر یونہی تقسیم کرنے لگو تو خواہ پچاس ہزار ہو کافی نہیں ہو سکتی ہیں۔ اس ترکیب سے اسکی اشاعت بھی ہو جاوے گی اور وہ وحدت جو ہم چاہتے ہیں جماعت میں پیدا ہونے لگے گی۔

دو گروہ

خدا تعالیٰ نے دو گروہ بنا دیے ہیں جیسے صدر اسلام میں تھے۔ ایک ضعفا اور غربا کا گروہ ہے اور دوسرا گروہ جو نفسانیت رکھتے ہیں۔

۲۶ اکتوبر ۱۹۰۲ء

دربار شام

بعد ادائے نماز مغرب حضرۃ حجۃ اللہ علی الارض حسب معمول شہ نشین پر اجلاس فرما ہوئے بیان

غلام رسول حجام امرتسر نے اپنی مشکلات کا ذکر کیا کہ مخالف کس طرح پر انکو تکلیفیں دیتے ہیں اور اس نے یہ بھی ذکر کیا کہ وہ غلام محمد لڑکا جس نے یہاں سے جاکر ایک گندہ اشتہار شائع کیا ہے وہ سخت تکلیف میں ہے۔

۲۔ ایک ہندو فقیر کوٹ کپورہ سے آیا ہوا تھا جو آج صبح کو ملا تھا۔ اسوقت پھر اس نے سلام کیا حضرت اقدس نے نہایت شفقت سے فرمایا کہ یہ ہمارا مہمان ہے اس کے کھانے کا انتظام بہت جلد کر دینا چاہیے چنانچہ ایک شخص کو حکم دیا گیا اور وہ ایک ہندو کے گھر اسکو کھانا کھلانے کے لیے لے گیا۔

۳۔ میاں غلام رسول نے پھر اپنی تکالیف کا ذکر کیا اور کہا کہ امرتسر کے مخالفوں نے باہم اتفاق کر کے یہ سازش کی ہے کہ جن گھروں میں میں کھانا پکانے جایا کرتا تھا۔ انکو بند کر دیا ہے کہ وہ مجھ سے کھانا نہ پکوائیں۔ حضرت اقدس نے فرمایا صبر کرنا چاہیے خیر ہے کہ تمہارے لیے کتنے گھر خدا نے رکھے ہیں اور ان سے دو چند سہ چند تمکو مل جائیں گے طاعون شروع ہوگئی ہے اور وہ ابھی ہنسی ٹھٹھا کرتے ہیں اس لیے تم ان باتوں کا ذکر ہی نکرو کہ گھر چھوٹ گئے ورنہ ثواب جاتا رہیگا۔

۴۔ طاعون کے ذکر پر فرمایا تین قسم کی طاعون ہے ایک صرف تپ چڑھتا ہے اور گلٹی نکلتی ہے اور بعض ایسے ہیں کہ سخت تپ ہی ہوتا ہے اور بعض ایسی ہوتی ہے کہ نہ تپ ہے نہ کچھ اور بس خاتمہ ہی ہو جاتا ہے۔

۵۔ جناب نواب صاحب کے لڑکے کے گلے میں ایک ہڈی کا ٹکڑا پھنس گیا تھا۔ مولوی صاحب اُس کے علاج کے لیے گئے ہوئے تھے جب نواب صاحب کے ساتھ واپس آئے تو انھوں نے ذکر کیا کہ ہڈی پھنس گئی تھی اور شکر ہے کہ نکل گئی فرمایا مچھلی کی ہڈی کا علاج تو سہل ہے کہ وہی سرکہ ملا کر پلایا جاوے تو فوراً نکلجاتی ہے اور فرمایا کہ خدا کا فضل قدم قدم پر انسان کو مطلوب ہے اگر اُسکا فضل نہ ہو تو یہ بھی نہیں نکلتا

۶۔ مولوی عبید اللہ صاحب کشمیری نے جو جموں کوٹ میں جو اُن کا مباحثہ ہوا تھا کہ اُس کا مختصر سا تذکرہ کیا۔ اور مہر بخش صاحب بٹالوی کا بھی ذکر کیا کہ وہ وہاں آئے ہوئے تھے اور انھوں نے ایک مختصر سی تقریر کی تھی مولوی عبید اللہ صاحب نے کہا کہ وہ بار بار یہ اعتراض کرتے تھے کہ مرزا صاحب کا نام قرآن سے نکالکر دکھاؤ۔ اسپر حضرت اقدس نے فرمایا کہ وہ احمق نہیں جانتے کہ اگر خدا تعالیٰ ایسے صاف طور پر کہتا تو اختلاف کیوں ہوتا؟ یہودی اسی طرح تو ہلاک ہوگئے۔ بات یہ ہے کہ اگر خدا اسطرح پر پردہ برانداز کلام کرے تو ایمان ایمان ہی نہ رہے فراست سے دیکھنا چاہیے کہ حق کیا ہے؟ ہماری تائید میں تو اسقدر دلائل ہیں کہ ذرا فراست والا سیر ہو کر کہتا ہے کہ یہ صحیح ہے۔

۷۔ یاد رکھو کہ گفتگو کرتے وقت ضروری ہے کہ پہلے مذہب متعین کرلو۔ اسپر حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب حکیم الامۃ نے عرض کیا کہ گور داسپور میں ایک شخص میرے پاس آیا۔ اور اس نے کچھ سوال کیے میں نے کہا تم نے کسی راست باز کو دنیا میں مانا ہے یا نہیں جن دلائل سے اسکو مانا ہے اسی دلیل سے حضرت اقدس سچے ہیں یہ ہم خاموش ہوگیا۔

۸۔ یہ لوگ جو بار بار پوچھتے ہیں کہ قرآن میں کہاں نام ہے؟ انکو معلوم نہیں کہ خدا تعالیٰ نے میرا نام احمد رکھا ہے یٰۤاَحْمَدُ بَارَکَ اللہُ فِیْکَ وغیرہ بہت سے الہام ہیں اور پھر میرا نام محمد رکھا۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَہُمْ اور احمد نام پر ہی ہم بیعت لیتے ہیں کیا یہ نام قرآن شریف میں نہیں ہیں؟ اسی قدر میرے نام آدم۔ عیسیٰ۔ داؤد سلیمان وغیرہ رکھے ہیں وہ سب قرآن میں موجود ہیں۔ ماسوا اس کے یہ سلسلہ اپنے ساتھ ایک علمی ثبوت رکھتا ہے اگر ان علمی امور کو یکجائی طور پر دیکھا جاوے تو آفتاب کی طرح اس سلسلہ کی سچائی روشن نظر آتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے میرے سارے نبیوں کے نام رکھے ہیں اور آخر جری اللہ فی حلل الانبیاء کہا ہے۔ ہم جسطرح پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں

ختم نبوۃ

اور پھر یہ کہتے ہیں کہ خدا نے میرا نام نبی رکھا یہ بالکل سچی بات ہے ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو چشمہ افاضات مانتے ہیں۔ ایک چراغ اگر ایسا ہو جس سے کوئی دوسرا روشن نہ ہو وہ قابل تعریف نہیں ہے مگر ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ہم ایسا نور مانتے ہیں کہ آپ سے دوسرے روشنی پاتے ہیں۔

یہ جو خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ یہ بالکل درست ہے خدا تعالیٰ نے آپ کی جسمانی ابوت کی نفی کی لیکن آپکی روحانی ابوت کا استثنا کیا ہے اگر یہ مانا جاوے جیسا کہ ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ آپ کا نہ کوئی جسمانی بیٹا ہے نہ روحانی تو پھر اسطرح پر معاذ اللہ یہ لوگ آپکو ابتر ٹھہراتے ہیں مگر ایسا نہیں آپ کی شان تو یہ ہے کہ اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ اِنَّ شَانِئَکَ ہُوَ الْاَبْتَرُ اللہ تعالیٰ نے ختم نبوت کی آیت میں فرمایا ہے کہ جسمانی طور پر آپ ابا نہیں مگر روحانی سلسلہ آپکا جاری ہے لکن جب آفات کے لیے آتا ہے اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ آپ خاتم ہیں آپکی مہر سے نبوۃ کا سلسلہ چلتا ہے۔

ہم خود بخود نہیں بن گئے خدا تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے موافق جو پہلے سے ہو چکے تھے یہ اسکا فعل اور فضل ہے یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ جو پہلے نبیوں سے کیے تھے پورا کیا ہے براہین میں یہ الہام اسوقت سے درج ہے وَکَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا صَدَقَ اللہُ وَرَسُوْلُہٗ وَکَانَ اَمْرًا مَّفْعُوْلًا [illegible] الہام [illegible]

معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی ارادہ فرمایا ہوا تھا۔ اس میں ہمارا کچھ تصرف نہیں کیا جس وقت اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے یہ وعدے فرمائے ہم حاضر تھے جس طرح خدا تعالیٰ مرسل بھیجتا ہے اسی طرح اس نے یہاں اپنے وعدہ کو پورا کیا۔ آئندہ کے لیے اگر اسی قسم کے جلسے گفتگو کے ہوں تو سوالات پہلے قلم بند ہونے چاہییں تاکہ ان کے جوابات دیکھ لیے جائیں۔ کیونکہ ہم تو ان بحثوں کا سلسلہ بند کر چکے ہیں۔

چونکہ یہ کوئی بٹیر بازی نہیں اس لیے ضروری ہے کہ پہلے سے مرتب ہو جاوے

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب نے عرض کیا کہ حضور نے جو لکھا ہے کہ سورہ نور سے نور حاصل کرو یہ ایک لطیف نکتہ معرفت ہے۔

ایک شخص نے سوال لکھ کر بھیجا تھا کہ میرے دادا نے مکان کے ایک حصہ ہی کو مسجد بنایا تھا اور اب اس کی ضرورت نہیں رہی ہے تو کیا اس کو مکان میں ملا لیا جاوے۔ فرمایا ہاں ملا لیا جاوے۔ ازاں بعد بعد نماز عشاء اجلاس ختم ہوا۔

۱۸ر اکتوبر بوقت عصر

مولوی کرم الدین صاحب جہلمی نے سائیں مہر علی شاہ گولڑوی کے پردہ دری والے مضمون کو پڑھ کر اور سن کر ایک خط لکھا جس میں انہوں نے دھمکی دی تھی کہ اب جو کچھ مجھ سے ہو سکے گا میں کروں گا۔ فرمایا اس کو لکھ دو کہ تمہاری دھمکی تم پر ہی پڑے گی جو دوسرے مولوی بولا پھر بڑا ہی وہی تم پر پڑے گا۔ ہماری کیا باتیں آسمانی ہیں ہم مقصود نہیں سمجھتے یہ نامردی ہے کہ تم نے نام تک نہیں لکھا۔

دربار شام

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت بعارضہ زکام ناساز تھی بعد ادائے نماز مغرب جب آپ اجلاس فرما ہوئے تو ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب طبی مشورہ عرض کرتے رہے پھر مولانا مولوی محمد علی صاحب نے منشی مظہر علی صاحب کا خط سنایا جو میگزین کو پڑھ کر اس سلسلہ کی طرف متوجہ ہوئے ہیں انہوں نے اپنے مزید اطمینان کے لیے چاہا تھا کہ ایک مقدمہ متنازعہ کے انجام کے متعلق حضرت اقدس جواب دیں آپ نے سنتہ انبیا کے موافق جو اقتراحی معجزات مانگنے والوں کو جواب دینا چاہیے جواب دیا اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ نشان نمائی اپنی اختیار میں رکھتا ہے۔

اس کے بعد مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی نے اپنا ایک لطیف مضمون سنایا۔ پھر ٹیکہ طاعون پر مختلف باتیں ہوتی رہیں۔

اور طاعون کے ذکر آنے پر آپ نے اپنی پیشگوئی کو دہرایا کہ براہین میں اس کی خبر دی گئی ہے اَتٰۤی اَمْرُ اللّٰہِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنَ۔ اور پھر نذیر نام رکھا اور یہ کہا کہ زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ اور پھر فرمایا کہ یہی زور آور حملے ہیں۔ انسان جب کوئی بیماری نہیں ہوتا تو غافل ہوتا ہے لیکن جب زلزلہ کی طرح ہلایا جاتا ہے پھر تبدیلی کرنی چاہتا ہے جیسے فرعون کا حال ہوا۔

دوزخ

حدیث آتش دوزخ کہ گفت واعظ شیخ
حدیث آتش روزگار ہجران است

خدا تعالیٰ سے جب انسان جدائی لے کر جاتا ہے تو اس کے تمثلات دوزخ ہوتے ہیں خدا تعالیٰ کے کلام میں کذب نہیں ہے مَنْ یَّاْتِ رَبَّہٗ مُجْرِمًا سچ فرمایا ہے جب انسان عذاب اور درد میں مبتلا ہے اگرچہ وہ زندہ ہے لیکن مردوں سے بھی بدتر ہے وہ زندگی جو مرنے کے بعد انسان کو ملتی ہے وہ صلاح اور تقویٰ کے بدلے نہیں مل سکتی۔ جس کو تپ چڑھی ہوئی ہے اسے کیونکر زندہ کہہ سکتے ہیں سخت تپ میں کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ رات ہے یا دن ہے۔

مولانا مولوی نورالدین صاحب حکیم الامۃ نے عرض کیا کہ رڑکی میں بعض مسلمان آریہ ہو گئے ہیں میں نے ان سے پوچھا کہ تمہیں کوئی نفع پہنچا اور اب شدھ ہو کر تم کس ورن میں ہوئے اس نے کہا کہ شودر ہوں + پھر دوسرے آریہ سے پوچھا کہ آپ کون ہیں اس نے بھی کہا کہ میں شودر ہوں میں نے کہا کہ کیا آپ اپنی لڑکی انکو دے سکتے ہیں تو خاموش ہی ہو گیا۔

سٹریگیٹ کے متعلق ایک نوٹ فری تھنکر سے سنایا گیا کہ لوگوں نے اس پر حملہ کیا پولیس نے بچا دیا۔ اور پھر مسٹر ڈوئی کا اخبار سنایا گیا اس نے ایک فقرہ لکھا ہے کہ مسیح نے دو ہزار سوروں کو شیطان میں ڈال دیا تو گویا سور کے لیے موزون جگہ شیطان ہے۔ اور پھر سور کے لیے بہتر جگہ تمہارا پیٹ ہے۔ تو اس سے نتیجہ نکلا کہ شیطان کے لیے بہترین جگہ تمہارا پیٹ ہے۔

خمیر کی مثال

انجیل میں ایک خمیر کی مثال ہے جس کو ناظرین کی دلچسپی کے لیے ہم انجیل متی کے ۱۳/۳۳ سے نقل کرتے ہیں یہ مثال ڈوئی نے بیان کی ہے اور اس پر حجۃ اللہ نے مختصر سی تقریر کی وہ ذیل میں درج ہوگی وہ مثال انجیل میں یوں لکھی ہے اس نے ایک اور تمثیل انہیں سنائی کہ آسمان کی بادشاہت اس خمیر کی طرح ہے جسے کسی عورت نے لے کر تین پیمانہ آٹے میں ملا دیا اور ہوتے ہوتے سب خمیر ہو گیا فرمایا اگر یہ صحیح ہے تو یہ پیشگوئی ہے عورت سے مراد دنیا ہے اور مسیح سے

کہ اس وقت تک تین ہی پیمانے ہوتے ہیں یعنی خود مسیح - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور اس وقت یہ سلسلہ - ہم نے جو تعلیم لکھی ہے اور کشتی نوح میں چھپی ہے اسکو پڑھ کر صاف معلوم ہوتا ہے کہ تین پیمانوں کو ایک کیا گیا ہے -

عورة سے مراد دنیا ہے گو دنیا نے طبعاً تقاضا کیا کہ یہ سلسلے اس طرح پر قائم ہوں۔ ہم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو پیش کر کے مسیح کی تعلیم کے زوائد کو نکال دیا ہے۔ براہین کے الہامات میں مجھے اور مسیح ابن مریم کو ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے کہا گیا ہے۔

اس کے بعد نماز عشاء کا دربار ختم ہوا۔

۱۸ - اکتوبر ۱۹۰۳ء

صبح کی سیر یاجوج ماجوج کے تذکرہ پر فرمایا کہ مِنْ کُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ کے بعد وہ خدا سے جنگ کریں گے اب گویا یہ خدا سے جنگ ہی ہے یہ استعارہ ہے کہ جب اقبال یہاں تک پہونچ جاوے کہ کوئی سلطنت انکے مقابل نہ ٹھہرے تو پھر خدا سے جنگ کرنی چاہیں گے -

خدا سے جنگ یہی ہے کہ نہ انہیں تضرع اور بیقراری ہے اور نہ دعا کی حقیقت پر نظر ہو بلکہ اسباب اور تدابیر پر پورا بھروسا ہو اور قضا و قدر کا مقابلہ کیا جاوے ڈوئی کے سامنے جو ہمارا مقدمہ تھا اس میں بھی خدا نے یہی فرمایا کہ ہم گویا اتر کر لڑے انا نجا ... فانقطع العدو واسبابہ - اور ہمیں دونوں دشمن ناکام اور نامراد رہے۔

جب قضا و قدر اٹل ہو تو پھر جو کوئی اسکا مقابلہ کرتا ہے تو گویا خدا سے لڑائی کرتا ہے یورپ کی سلطنتوں اور خاصکر ہماری سلطنت کا بہت بڑا اقبال ہے حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہر سلطنت میں طاعون جا دے گی ان کو خدا کے تصرف پر یقین نہیں پہلے بادشاہوں کا یہی حال تھا کہ جب کوئی آفت رعایا پر آتی تو خود ان میں تضرع کی حالت پیدا ہوتی اور وہ دعائیں کرتے اور کراتے اور صدقات سے کام لیتے مگر آجکل تدابیر اور اسباب ہی پر سارا بھروسہ ہے دعاؤں کو لغو اور بیہودہ شے سمجھا گیا ہے۔

اور اصل تو یہ ہے کہ قضا و قدر کا سارا سلسلہ تو سچے خدا پر ایمان لاتا تھا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا مان لیا پھر اس سلسلہ پر کیوں ایمان لاتے۔

فرمایا جو لوگ افیون کھاتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں موافق آگئی ہے وہ موافق نہیں آتی در اصل وہ اپنا کام کرتی رہتی ہے اور قویٰ کو نابود کر دیتی ہے -

اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں بشارت دی ہے یہ سچ ہے اور یہ ایک نشان ہے اسکی طرف سے اللہ تعالیٰ کسی علاج سے منع نہیں کرتا بلکہ ستھرا اور مشک وغیرہ کا خود ذکر کرتا ہے اس ٹیکہ - اگر ٹیکا ضروری ہوتا تو سب سے پہلے ہمکو حکم ہوتا خود گورنمنٹ کو بھی اسپر پورا وثوق نہیں ہے - یہ الہام جو انی احافظ کل من فی الدار ہے ہمیں ڈرایا بھی ہے جیسے کہ اس نے فرمایا ہے الا الذین علوا باستکبار - جو لوگ فسق کی پرواہ نہیں کرتے وہ اللہ تعالیٰ کی اس ذمہ داری سے الگ ہیں اور جن لوگوں کی زندگی کا درجہ ختم ہوگیا ہے وہ بھی الگ ہیں۔ اور سب سے آخر یہ بات ہے کہ نسبتاً جو ان میں ہیں وہ محفوظ رہیں گے قرآن شریف میں بھی آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں اور کافروں میں ایک فرق رکھدیتا ہے اور ان میں فاروق ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔

اس زندگی میں کیا مزہ ہے جو خارش پر ہاتھ مارنا ہے یہی زندگی بہشتی زندگی اور قابل قدر زندگی ہے جسمیں اللہ تعالیٰ سے تمسک ہو۔ ورنہ خارش پر ہاتھ مارنے والوں کی زندگی کی تو ایسی مثال ہے جیسے بلی کے بچہ کے پیچھے کتا ہو اور وہ چوہے کے بل پر ہاتھ مارتا ہے۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ جناب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب نے ذکر کیا کہ ایک شخص نے انسے اس امر پر گفتگو کی کہ انسان پہلے وحشی تھا اور وہ پھر ترقی کرتے کرتے تہذیب کے درجہ پر پہونچا ہے - فرمایا کہ جب ہم انسان کو مہذب دیکھتے ہیں تو کیا اسکی جڑھ تہذیب نہ بتائیں قرآن شریف سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ثم رددناہ اسفل سافلین اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ پیچھے وحشی بنگئے - میں کہتا ہوں کہ کیا خدا تعالیٰ کو پہلا عمدہ نمونہ دکھانا چاہیے تھا یا خراب اور اول الفکر آخر العمل کا مصداق - خدا نے برا بنایا تھا اور پھر گھس گھسکر خود عمدہ بنگیا یہ خدا تعالیٰ کی شان میں گستاخی اور توہین ہے اسکی تو یہی مثال ہے جو مثنوی میں ایک بہرہ کی حکایت لکھی ہے کہ وہ کسی بیمار کی عیادت کو گیا۔ اور خود ہی تجویز کر لیا کہ پہلے مزاج پوچھونگا وہ کہیگا اچھا ہے میں کہوں گا الحمد للہ - اور پھر میں پوچھوں گا کہ آپ کیا کھاتے ہیں تو وہ چونکہ بیمار ہے یہی کہے گا کہ مونگ کی دال کھاتا ہوں میں کہونگا بہت اچھا ہے - اور پھر پوچھوں گا طبیب کون ہے وہ کہے گا کہ فلاں ہے میں کہونگا خوب ہے بہت شفا ہے لیکن جب وہاں گئے تو

بہرہ (مریض سے) آپکا مزاج کیسا ہے؟

مریض۔ مر رہا ہوں

بہرہ - الحمد للہ

بہرہ (مریض سے) آپکی غذا کیا ہے؟

مریض۔ خون جگر۔

بہرہ - بہت اچھی غذا ہے۔

بہرہ۔ مریض سے، طبیب کون ہے۔
مریض۔ ملک الموت۔
بہرہ۔ طبیب اچھا ہے دست شفا ہے۔
ان لوگوں کی بھی کچھ ایسی حالت ہے۔

کشتی نوح

قرآن شریف سے پتہ لگتا ہے کہ جب نوحؑ کا بیٹا طوفان میں غرق ہونے لگا تو نوحؑ نے کہا کہ تو آجا تو اُس نے کہا کہ مجھے تیرے پاس آنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا۔ گویا وہ نادان اپنے اسباب اور تدابیر سے بچنا چاہتا تھا مگر خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ آج تجھے خدا سے کوئی بچانیوالا نہیں اسی طرح میرے الہام میں بھی یہی ہے کہ واصنع الفلک باعیننا ووحینا ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انہم مغرقون اور اس مسجد مبارک کے لیے فرمایا من دخلہ کان امنا۔ یہ دلالت کرتے ہیں کہ ایک طوفان عظیم آنیوالا ہے اور اسمیں وہی لوگ بچیں گے جو میری کشتی میں سوار ہوں گے اور انی احافظ الخ۔ الہام بھی اسکا مؤید ہے اور وہ طاعون کا طوفان ہے۔ اور براہین میں اسکی طرف اشارہ کر کے صاف فرمایا اتیٰ امر اللہ فلا تستعجلون۔ اسوقت جو اسمیں سوار ہوتے ہیں اور اپنی تبدیلی کرتے ہیں وہ بچ جائیں گے۔

فرمایا زمانہ کی رسم کے موافق اب لوگ طاعون کو کہتے ہیں کہ یہ معمولی بات ہے۔ یہ ایک قسم کا عام انتداد ہے جو پھیل رہا ہے۔ بلکہ لوگ ڈاکٹر ہوتے ہیں وہ نیم دہریہ ہوتے ہیں وہ اسی علاج اور اسباب پر اسقدر توکل اور تکیہ کیے ہوتے ہیں کہ خدا سے انکو کوئی تعلق نہیں رہتا۔ پنجاب میں طاعون کا حملہ بہت بڑھ کر ہے بمبئی کراچی کا کوئی اوسط اسکے ساتھ مقابلہ نہیں کھاتا۔ اور یہ بہت بڑھی ہوئی تعداد موت کی ہے۔

پنجاب پر طاعون کا حملہ کیوں ہو رہا ہے؟ ہمارے نزدیک اس کی یہ وجہ ہے کہ خدا نے یہاں ایک سلسلہ قائم کیا ہے تو اول المکذبین یہی لوگ ہوئے ہیں اور انھوں نے ہی کفر کے فتوے دیے ہیں بعض آدمیوں نے کہا کہ یہ طاعون گویا ہماری شامت اعمال کا نتیجہ ہے یہ آواز کوئی نئی آواز نہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی کہا گیا تھا تطیرنا یاموسیٰ مگر مجھے یہ تعجب ہے کہ یہ لوگ طاعون کو ہماری شامت اعمال کا نتیجہ بناتے ہیں لیکن مبتلا خود ہوتے ہیں حالانکہ اگر ہماری شامت اعمال تھی تو چاہیے تھا کہ طاعون کی خبر ہمکو دی جاتی مگر یہ کیا ہوا کہ خبر بھی ہمکو دی گئی اور موتیں تم میں ہوتی ہیں برخلاف اس کے ہماری حفاظت کا وعدہ کیا جاتا اور اسے ایک نشان ٹھیرایا جاتا ہے کچھ تو خدا سے ڈرو۔

نذیر اور اسکے لیے زور آور حملے

خدا تعالیٰ کے نزدیک نذیر وہ ہوتا ہے جو خدا اُس کے لیے تائیدی نشان جنمیں اُس کے مخالفوں کے لیے خوف ہو اوپر سے نازل کرتا ہے لکھا ہے کہ خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دے گا۔ خدا تعالیٰ کی پہلی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ زور آور حملے طاعون کے ہی تھے ہر راہ بند کی جاتی ہے اور منتشر سے اقرار کرنا پڑتا ہے یا مسیح الخلق عدوانا۔

ندوہ کے متعلق ذکر تھا۔ فرمایا۔ صلح ہے کہ متقی کے لیے توبہ لینے کی جگہ نہیں ہے ہم نے جو کچھ لکھا ہے وہ اس لیے لکھا ہے کہ واللہ مخرج ما کنتم تکتمون۔ یہ لوگ جو امرتسر میں آتے ہیں انکی بھی جھوٹی تہذیب نہ رہے بلکہ اسکی حقیقت کھل جاوے۔ یاد رکھو مداہنہ سے حق نہیں پھیلتا۔ بلکہ رہی سہی برکت بھی جاتی رہتی ہے۔ اگر کوئی شخص ڈر کر کہ یہ علما کی جماعت ہے ان کے ساتھ ہو جاوے ہمکو اسکی پروا نہیں جن لوگوں کے لیے سعادت مقدر ہے۔ انکا حرج نہیں خدا تعالیٰ ان کا آپ محافظ ہے۔ اور یہ ہمیشہ ہوتا آیا ہے کہ بعض خبیث فطرت مرتد ہو جاتے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی اور مسیح کے وقت میں بھی مرتد ہوئے۔

احمق نہیں جانتے کہ ہماری طرف سے بات ہوتی تو یہ شوکت کب رہتی۔ طاعون ہی کے ذریعہ سے دس ہزار کے قریب لوگ اس سلسلہ میں داخل ہو چکے ہیں اگر یہ سلسلہ خدا کیطرف سے نہ ہوتا تو وہ خود اس سلسلہ کو ہلاک کر دیتا۔ آخری حیلے ان لوگوں کے رشتوں ناطوں اور جنازوں کے متعلق ہوتے ہیں مکہ والوں نے بھی کیے تھے مگر جیسے وہاں پہلے ہی سے فیصلہ ہو چکا تھا کہ ان سے الگ ہیں ویسے ہی یہاں بھی۔ جہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف مشورہ کیا گیا تھا اُسکا نام دارالندوہ تھا وہ بھی آخری حیلہ تھا اور یہ بھی آخری حیلہ ہے۔

امرتسر مکہ کیطرح ہو رہا ہے گندے اشتہار وہاں ہی سے شائع ہوتے ہیں ابوجہل کے اخوان و انصار وہاں موجود ہیں۔ اور دارالندوہ کی کمی تھی وہ بھی آ گیا

بعد عصر

عصر کی نماز سے فارغ ہو کر جب حضرت اقدس اندر تشریف لے گئے تو لالہ شرمپت رائے اور لالہ ملاوامل جو قادیان کے آریوں میں پرانے آریہ ہیں اور حضرت اقدس کی اکثر پیشگوئیوں کے گواہ ہیں اپنے اکثر احباب کو لیکر حضرت اقدس کی ملاقات کو آ گئے آپ نے انمیں سے ایک شخص معمر سفید ریش کو مخاطب کر کے فرمایا

دنیا کی کشمکش کی زندگی میں لذۃ نہیں اگر خداتعالے کسی کو بیٹھے بٹھلائے گذارہ دیدے تو کچھ ضرورت نہیں کہ انسان اہل حکومت کے پاس جاوے۔ ان لوگوں کے پاس جانا بھی ایک قسم کا دوزخ ہے ان لوگوں کی حالت خارشی کی طرح ہے کہ جو ایک مرض ہے اور کھجلانے سے اسکو اس میں ایک لذت ملتی ہے لیکن وہ شخص احمق ہی ہوگا جو اس لذت کو پسند کرے اسی طرح حکام کے دروازوں پر جانا ایسا ہی ہے۔ گوشہ نشینی کی زندگی ایک قسم کی بہشتی زندگی ہے۔ کسی نے کہا ہے۔ ؎

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد
کسے را با کسے کارے نباشد

بچپن میں جو بچوں کو مدرسہ میں بٹھاتے ہیں اس کی کشمکش ساری عمر یاد رہتی ہے استاد کی حکومت کے نیچے ایک قسم کی تلخی معلوم ہوتی ہے۔ ہمیں اسوقت تک بھی یاد ہے کہ چھٹی کے دن کے بعد یعنی ہفتہ کو جو مدرسہ کا جانا ہوتا تھا تو سخت ناگوار گذرا کرتا تھا اور تو کچھ یاد نہیں رہا مگر یہ درد ضرور یاد ہے کہ مدرسہ جانا ایک درد محسوس ہوا کرتا تھا۔ کیونکہ مرضی کے خلاف بھی ایک درد ہی ہوا کرتا ہے اور جو لوگ حکام کے دروازوں پر جاتے ہیں جیسے ذیلدار وغیرہ یا اور اسی قسم کے لوگ یہ عجیب عجیب قسم کے ابتلا میں پھنس جاتے ہیں بعض کو رشوت لینے کی عادت ہو جاتی ہے وہ آدمی بڑا ہی خوش نصیب ہے اور اسکو خدا کا شکر کرنا چاہیے جو کسی حکومت کے نیچے نہیں اور جسے فکر نہیں ہے کہ رات کو یا دن کو کوئی آواز آئے گی۔ بعض لوگ سپاہی ہونے میں اپنی عزۃ سمجھتے ہیں مگر میں نے دیکھا ہے کہ وہ بڑے پابند ہوتے ہیں ایک بار ایک اسپیسر کو جو اپنے وقت پر نہیں آیا تھا سزا ہوئی تو اس نے کہا کہ میں شادی پر گیا تھا پھر

گیا ہوا تھا حاکم نے اُسے کہا کہ کیا تم کو معلوم نہ تھا کہ میں اسپیسر ہوں اور ہزارا دیدی آخر جیسے گورنمنٹ نے اسکو بری کر دیا۔ غرض اس قسم کے مصائب اور مشکلات ہوتی ہیں اور بیچارے بیچاروں کی حالت تا تریاق از عراق آوردہ شود کی مصداق ہو جاتی ہے خواہ اپیل میں بری ہو جاویں مگر بے عزتی اور مصائب کا ایکبار تو منہ دیکھ لیتے ہیں۔ کیا اچھا کہا ہے سعدی نے ؎

کس نیاید بخانۂ درویش
کہ خراج بوم و باغ گذار

جسقدر انسان کشمکش سے بچا ہوا ہو اسقدر اسکی مرادیں پوری ہوتی ہیں کشمکش والے کے سینہ میں آگ ہوتی ہے اور وہ مصیبت میں پڑا ہوا ہوتا ہے اس دنیا کی زندگی میں یہی آرام ہے کہ کشمکش سے نجات ہو کہتے ہیں کہ ایک شخص گھوڑے پر سوار چلا جاتا تھا رستہ میں ایک فقیر کو بیٹھا تھا جس نے بمشکل اپنا ستر ہی ڈھانکا ہوا تھا اس نے اس سے پوچھا کہ سائیں جی کیا حال ہے؟ فقیر نے اُسے جواب دیا کہ جس کی ساری مرادیں پوری ہو گئی ہوں اسکا حال کیسا ہوتا ہے؟ اسے تعجب ہوا کہ تمھاری ساری مرادیں کسطرح حاصل ہو گئیں ہیں فقیر نے کہا جب ساری مرادیں ترک کر دیں تو گویا سب حاصل ہو گئیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ جب یہ سب حاصل کرنا چاہتا ہے تو تکلیف ہی ہوتی ہے لیکن جب قناعت کر کے سب کو چھوڑ دے تو گویا سب کچھ ملتا ہوتا ہے نجات اور مکتی یہی ہے کہ لذت ہو دکھ نہ ہو دکھ والی زندگی تو نہ اس جہان کی اچھی ہوتی ہے اور نہ اُس جہان کی۔ جو لوگ محنت کرتے ہیں اور اپنے دلونکو صاف کرتے ہیں وہ گویا اپنی کھال آپ اُتارتے ہیں اس لیے کہ یہ زندگی بہرحال ختم ہو جائے گی

کیونکہ یہ برف کے ٹکڑہ کی طرح ہے خواہ اُسکو کیسی ہی صندوقوں اور کپڑوں میں لپیٹ کر رکھو لیکن وہ پگھلتی ہی جاتی ہے اسی طرح خواہ زندگی کے قائم رکھنے کی کچھ بھی تدبیریں کی جاویں لیکن یہ سچی بات ہے کہ وہ ختم ہوتی جاتی ہے اور روز بروز کچھ نہ کچھ فرق آتا ہی جاتا ہے دنیا میں ڈاکٹر بھی ہیں طبیب بھی ہیں مگر کسی نے عمر کا نسخہ نہیں لکھا۔ جب لوگ بڈھے ہو جاتے ہیں پھر انکے خوش کرنے کو بعض لوگ آ جاتے ہیں اور کہدیتے ہیں کہ ابھی تمھاری عمر کیا ہے؟ ساٹھ برس کی بھی کوئی عمر ہوتی ہے اس قسم کی باتیں کرتے ہیں رحمت علی ایک مذکوری تھا اس کا بیٹا فقیر علی منصف ہو گیا تھا اور لوگ اسوجہ سے اسکی عزت بھی کیا کرتے تھے ڈپٹی قائم علی نے ایک دفعہ اس سے پوچھا کہ تمھاری کیا عمر ہے اُس نے کہا کہ ۵۵ سال کی ہو گی حالانکہ وہ ۷۵ سال کا تھا۔ قائم علی نے اُسکو کہا کہ کیا ہوا ابھی تو بچے ہو۔ خود بھی وہ یہی عمر بتایا کرتا تھا جیسے کہا کہ ۵۵ کا سال بڑا مشکل ہے یہ ختم ہونے میں نہیں آتا۔ غرض انسان عمر کا خواہشمند ہو کر نفس کے دھوکوں میں پھنسا رہتا ہے دنیا میں عمریں دیکھتے ہیں کہ ۶۰ کے بعد تو قویٰ بالکل گداز ہونے لگتے ہیں۔ بڑا ہی خوش قسمت ہوتا ہے جو ۸۰ یا ۸۲ تک عمر پائے اور قویٰ بھی کسی حدتک اچھے رہیں ورنہ اکثر نیم سودائی سے ہو جاتے ہیں اُنکو پھر مشورہ میں داخل کرتے ہیں اور نہ اُن میں عقل اور دماغ کی کچھ روشنی باقی رہتی ہے بعض وقت ایسی عمر کے بڈھوں پر عورتیں بھی ظلم کرتی ہیں کہ کبھی کبھی روٹی دینی بھی بھول جاتے ہیں اصل بات یہ ہے کہ جو جوانی کا ردوجلی کرتے

اور مشکل یہ ہے کہ انسان جوانی میں مست رہتا ہے اور مرنا یاد نہیں رہتا بڑے بڑے کام اختیار کرتا ہے اور آخر میں جب سمجھتا ہے تو پھر کچھ کر ہی نہیں سکتا۔ غرض اس جوانی کی عمر کو غنیمت سمجھنا چاہیے ؎

نشان زندگانی تا لیسی سال
چو چہل آمد فرو ریزد پر و بال

انحطاط عمر کا ۴۰ سال سے شروع ہو جاتا ہے ۳۰ یا ۳۵ برس تک جسقدر قد ہونا ہوتا ہے وہ پورا ہو جاتا ہے۔ اور بعد اس کے بڈھے ہو کر پھولنا شروع ہو جاتا ہے اور پھولنے کا نتیجہ فالج ہو جاتا ہے۔

شرمپت اسوقت جانے لگا فرمایا بیٹھو! ان کے ساتھ جانا یہ شرط وفا نہیں۔

پھر حضرت اقدس نے اسی سلسلہ سابقہ میں فرمایا کہ جسقدر ارادے آپ نے اپنی عمر میں کیے ہیں انمیں سے بعض پورے ہوئے ہونگے مگر اب سوچکر دیکھو کہ وہ ایک بلبلہ کی طرح تھے جو فوراً معدوم ہو جاتے ہیں اور ہاتھ پلے کچھ نہیں پڑتا۔ گزشتہ آرام سے کوئی فائدہ نہیں اس کے تصور سے دکھ بڑھتا ہے اس عقلمند کے لیے یہ بات نکلتی ہے کہ انسان ابن الوقت ہو رہی زندگی انسان کی جو اس کے پاس موجود ہے۔ جو گزر گیا وہ وقت مر گیا اس کے تصورات بے فائدہ ہیں۔ دیکھو جب ماں کی گود میں ہوتا ہے اسوقت کیا خوش ہوتا ہے سب اٹھائے ہوئے پھرتے ہیں۔ وہ زمانہ ایسا ہوتا ہے کہ گویا بہشت ہے اور اب یاد کر کے دیکھو کہ وہ زمانہ کہاں؟ سعدی کہتا ہے ؎

من آنگہ سرتا جور داشتم
کہ بر فرق ظل پدر داشتم
اگر بر وجودم نشستی مگس

پریشاں شد خاطرے چند کس

یہ زمانہ پھر کہاں مل سکتے ہیں۔ لکھا ہے کہ ایک بادشاہ چلا جاتا تھا چند چھوٹے لڑکوں کو دیکھکر رو پڑا کہ جب سے اس صحبت کو چھوڑا دکھ پایا ہے پیرانہ سالی کا زمانہ برا ہے اسوقت عزیز بھی چاہتے ہیں کہ مر جاوے اور مرنے سے پہلے قویٰ مر جاتے ہیں دانت گر جاتے ہیں آنکھیں جاتی رہتی ہیں اور خواہ کچھ ہی ہو آخر پتھر کا پتلا ہو جاتا ہے شکل تک بگڑ جاتی ہے اور بعض ایسی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ آخر خودکشی کر لیتے ہیں۔ بعض اوقات جن دکھوں سے بھاگنا چاہتا ہے یکدفعہ ان میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اگر اولاد ٹھیک نہ ہو تو اور بھی دکھ اٹھاتا ہے اسوقت سمجھتا ہے کہ غلطی کی اور عمر یوں ہی گذر گئی مگر

دوہرہ

آگے کے دن پاچھے گئے اور ہر سے کیو نہ ہیت
اب پچتائے کیا ہوت ہے جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

عقلمند وہی ہے جو خدا کی طرف توجہ کرے۔ خدا کو ایک سمجھو اس کے ساتھ کوئی نہیں ہم نے آزما کر دیکھا ہے نہ کوئی دیوی نہ دیوتا کوئی کام نہیں آتا۔ اگر یہ صرف خدا کیطرف نہیں جھکتا تو کوئی اس پر رحم نہیں کرتا۔ اگر کوئی آفت آ جاوے تو کوئی نہیں پوچھتا۔ انسان پر ہزاروں بلائیں آتی ہیں پس یاد رکھو کہ ایک پروردگار کے سوا کوئی نہیں وہی ہے جو ماں کے دل میں بھی محبت ڈالتا ہے اگر اس کے دل کو ایسا پیدا نہ کرتا تو وہ بھی پرورش نہ کر سکتی اس لیے اس کے ساتھ کسیکو شریک نہ کرو۔

کتاب آیات الرحمٰن فاضل امروہی کے
بجواب عصائے موسیٰ طیار ہے قیمت
عہ خاکسار سراج الحق نعمانی سے
طلب کرو۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خبریں اور اطلاعیں

ندوۃ العلماء کا جلسہ اور رسل مسیح موعود

امسال ندوۃ العلماء کا سالانہ جلسہ امرت سر میں قرار پایا چنانچہ ۹ و ۱۰ و ۱۱ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو یہ جلسہ امرت سر میں ہوا۔ اس تقریب پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے سلسلہ کی تبلیغ اور اتمام حجت کے لیے ایک وفد بھیجا تھا جس میں مندرجہ ذیل احباب شامل تھے جناب مولانا مولوی **سید محمد احسن** صاحب فاضل امروہی جو اس وفد کے امیر تھے اور جناب مولانا مولوی ابو یوسف **محمد مبارک علی** صاحب سیالکوٹی اور جناب مولانا مولوی **سید محمد سرور شاہ** صاحب ہزاروی۔ اور جناب مولانا مولوی **محمد عبد اللہ** صاحب کشمیری اور خاکسار **یعقوب علی** تراب احمدی ایڈیٹر الحکم اور لاہور سے جناب **حکیم ڈاکٹر نور محمد** صاحب بھی شریک ہوئے۔ مسیح موعود کی اس جماعت نے ندوہ میں کیا کارروائی کی؟ اور کس عظیم الشان فتح اور کامیابی کے ساتھ یہ واپس آئی؟ یہ ایک دلچسپ اور طول طویل مضمون ہے جو ہم لکھ رہے ہیں بعد انشاء اللہ العزیز بہت جلد اسکا سلسلہ الحکم میں شروع کیا جائے گا۔ قلت گنجائش نے ہمیں روکا ورنہ اسی اشاعت سے شروع کرتے بہرحال ناظرین انشاء اللہ اس دلچسپ سلسلہ کو پڑھ کر نہایت ہی محظوظ ہونگے۔

ابر رحمت

اکثر احباب اس نام کے رسالہ کو دریافت کرتے ہیں مختصر یہ ہے کہ یہ رسالہ ابر رحمت

نہایات کی شرح صدور تفسیر بھی ہوگی جو صاحب خریدنا چاہیں وہ ۲ روپیہ خاکسار کے پاس بھیجدیں۔ **خاکسار محمد سراج الحق نعمانی**

اعلان قبر مسیح کی اشاعت میں اعانت

حضرت مسیح موعود کے مقاصد اور بعثت کے اغراض سے واقف اور ان اغراض کی تکمیل میں حصہ لینے کی سعادت حاصل کرنے والوں کے لیے کچھ ضرور نہیں کہ ہم زمانہ کے چکنے چپڑے الفاظ میں اس امر پر توجہ دلائیں جو ہم ذیل میں لکھنا چاہتے ہیں + الحکم کے ناظرین کو بخوبی معلوم ہے اور وہ اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ اسلام کی زندگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور قرآن کریم کی زندگی صرف ایک امر میں اسوقت ہے کہ عیسائیت کے فرضی اور خیالی خدا یسوع مسیح کی موت ثابت کیجاوے مسیح کی موت اسلام کی زندگی کا باعث ہے اور شرک عظیم کا یہ بُت جبتک نہ ٹوٹے صلیب پرستی اور مُردہ پرستی سے نجات نہیں حضرت مسیح موعود کی بعثت کی بڑی غرض یہی ہے خدا تعالے کا شکر ہے کہ خدا تعالی کا برگزیدہ رسول اپنے اس مقصد میں بہت بڑی کامیابی حاصل کرچکا ہے چنانچہ مسیح کی وفات کے مسئلہ کو اس نے کامل طور پر حل کر دیا ہے اور خدا تعالی نے اسکی عجیب عجیب نصرتیں کی ہیں۔ چنانچہ کشمیر میں مسیح کی قبر کا ثابت ہو جانا ایک بڑی بھاری تائید ہے + خدا کے برگزیدہ رسول مسیح موعود نے مغربی دنیا اور یورپی اقوام پر اتمام حجت کرنے کے لیے قبر مسیح کا ایک اعلان دس ہزار کے قریب انگریزی میں چھپوا کر مختلف ممالک میں شائع کرنے کا ارادہ فرمایا ہے۔ جیسا کہ الحکم میں حضرت اقدس کے اس ارادہ کا تذکرہ بھی اس سے پہلی اشاعتوں میں ہو چکا ہے۔ اس اعلان کی اشاعت میں محصول ڈاک کا خرچ بہت زیادہ ہو گا اور حضرت نے چاہا ہے کہ اپنی جماعت کو بھی اس ثواب عظیم میں داخل کرلیں + اس لیے بذریعہ اعلان ہذا اپنے تمام احباب کو اطلاع دیجاتی ہے کہ ہر شخص جسقدر پیکٹ اپنے خرچ سے یورپ میں بھجوانا چاہے وہ آدھ آنہ فی پیکٹ کے حساب سے اتنے ٹکٹوں کا محصول ڈاک مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے کے نام بمقام قادیان بھیجدے ہم اُمید کرتے ہیں کہ ہماری جماعت کا ایک فرد بھی اس ثواب سے محروم نہ رہے گا یہ چندہ بہت جلد روانہ کیا جائے۔

شعر

یکو شید اے جوانان تا بدین قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضہ ملت شود پیدا

قوم کا خادم خاکسار
عبد الکریم سیالکوٹی

توبہ نامہ

ذیل میں ہم اپنے پُرانے بھائی چودھری عبد العزیز صاحب نمبردار بٹالہ کا توبہ نامہ شائع کرتے ہیں جو اُنھوں نے حضرت اقدس کے حضور ارسال کیا ہے بیشک چودھری صاحب نے بڑی اخلاقی جرأت سے کام لیا ہے آجکل اپنی بات کا نبھانا اور ضد کرنا ایک معمولی سی بات ہو گئی ہے۔ مگر یہ خدا کا فضل ہے کہ چودھری صاحب نے اپنی غلطی کا اقرار کیا اور انکو خدا تعالے کے صادق مسیح موعود کے خدام میں داخل ہونے کے سوا نجات کی کوئی راہ نظر نہ آئی اور حقیقت میں آج نجات کے لیے خدا تعالے نے یہی راہ پسند کی ہے

بحضور عالیجناب حضرت اقدس مسیح موعود دام برکاتہ

جناب عالی

فدوی شیطان کے دھوکہ مین آکر آپ سے مرتد ہوا اور دلی بصیرت کو کھو کر ضلالت کے گڑھے مین گرا اور سال سے زیادہ عرصہ تک اسی مین رہا۔ اب خداوند تعالی نے آپ ہی مہربانی فرما کر حق بینی کی آنکھین عطا فرمائین جن سے معلوم ہوا کہ صرف حضور کے ہی سلسلہ مین نجات ہے اور باقی سب جگہ ہلاکت پس آپ ہی رحمۃ اللعالمین ہین اس عاصی کی دستگیری کرین اور پچھلی خطا معاف فرما کر پھر سلسلہ احمدیہ مین داخل فرمائین تاکہ نجات ہو۔ مورخہ ۹ اکتوبر ۱۹۰۲ء

فدوی عبد العزیز نمبردار بٹالہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی

محبی اخویم مہر نبی بخش صاحب سلمہ اللہ تعالے
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا خط پہونچا۔ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ۔ اس لیے ہم آپ کی لغزش آپ کو معاف کرتے ہیں اور آپ کی تحریر کے موافق پھر آپ کو داخل بیعت کرتے ہیں اللہ تعالے آپ کو استقلال اور ثابت قدمی بخشے اور اب خاتمہ اسی توبہ پر کرے کہ وہ غفور و رحیم ہے آمین۔
بیشک اجازت ہے جب چاہیں آویں اور بہتر ہے کہ جلسہ دسمبر میں آویں اور انشاء اللہ تعالے جیسا مناسب ہو گا آپ کا خط یا کوئی حصہ اس کا الحکم میں چھپوایا جائے گا اور آپ کے پاس ایک نسخہ کشتی نوح اور ایک نسخہ تحفۃ الندوہ ارسال ہے کہ شاید ابھی تک نہیں پہونچا ہو گا اور اگر پہونچ گیا ہے تو کسی اور کو جہاں چاہیں دے دیں رسالہ ابھی نہیں دیکھا۔ فرصت کے وقت انشاء اللہ تعالے دیکھوں گا۔ شاید تین ماہ کا عرصہ ہو گیا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ قادیان کی اس گلی میں جس میں ہم اکثر سیر کو جاتے ہیں آپ مصافحہ کے لیے میری طرف آرہے ہیں سو وہ بات پوری ہو گئی

خاکسار مرزا غلام احمد
از قادیان

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی ایڈیٹر و مالک کے چھپ کر شائع ہوا